تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　۶ اگست ۱۹۹۷ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی حیثیت کا تعین

موجودہ مغربی جمہوریت جو کہ اس دور کا سب سے بڑا شرک اور سب سے بڑا کفر ہے' تین عناصر پر مشتمل ہے : i) حاکمیت جمہور' ii) سیکولرزم' iii) نیشنلزم..... گویا اس میں تین بتوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ اور تیسرے بت (نیشنلزم) کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ایک جغرافیائی حد میں رہنے والے سب ایک قوم ہیں۔ یہ پاکستانی قوم ہے' وہ ہندوستانی قوم ہے' یہ امریکن نیشن ہے' یہ فرنچ نیشن ہے۔ یہ تصور بنیادی طور پر اسلامی ریاست کے منافی ہے اور تحریک پاکستان اس نظریے کی نفی تھی کیونکہ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ اس کی منزل نفاذ اسلام تھی۔ "الکفرُ مِلّۃٌ واحِدۃٌ" کے مصداق ساری غیر مسلم قومیں تو ایک ملت ہو سکتی ہیں' لیکن مسلمان اس ملت کا جزو نہیں بن سکتے۔ چنانچہ اسلامی ریاست میں مکمل شہریت صرف مسلمان کو حاصل ہو گی اور کسی غیر مسلم کو' خواہ وہ ہندو ہو' پارسی ہو' عیسائی ہو' قادیانی ہو' جو محمدؐ کا منکر ہو' اسے مکمل اور برابر کی شہریت نہیں مل سکتی۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم کی حیثیت ذمی کی ہے۔ ان کی جان' مال' عزت و آبرو کی حفاظت' ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت' ان کے کاروبار اور ان کی املاک کی پوری حفاظت اسلامی ریاست کے ذمہ ہے۔ انہیں اپنے عقائد کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرنے' اپنی اولاد کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے اور اس کی تبلیغ و تلقین کا پورا اختیار ہے' اور اپنے پرسنل لاء کے مطابق نکاح و طلاق وغیرہ کے معاملات طے کرنے کی پوری آزادی ہے' لیکن وہ اسلامی ریاست میں قانون سازی کے عمل میں شریک نہیں ہو سکتے' اس لئے کہ اسلامی ریاست میں قانون سازی کا دارومدار قرآن و سنت پر ہے اور جو قرآن کو مانے نہ سنت کو' اللہ کو مانے نہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو' تو اسے قانون سازی میں کیسے شریک کیا جا سکتا ہے؟ اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں کو پبلک لاء اور لاء آف دی لینڈ کے معاملے میں اسلام کی بالادستی قبول کرنی پڑے گی۔ اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے ﴿یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ کے مطابق انہیں جزیہ دینا ہو گا' جو ایک ٹیکس ہے۔ جس طرح مسلمان شہری زکوٰۃ ادا کریں گے اسی طرح غیر مسلم جزیہ ادا کریں گے۔ یہ اس حفاظت کے بدلے میں ہو گا جو انہیں اسلامی ریاست میں حاصل ہو گی۔

مزید برآں اسلامی ریاست میں کوئی غیر مسلم قانون سازی کے علاوہ اعلیٰ سطح کی پالیسی میکنگ میں بھی شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اسلامی ریاست جب بھی قائم ہو گی تو اس کی اولین اور بلند ترین ترجیح اس نظام کی تصدیر ہو گی' یعنی اسے درجہ بدرجہ ساری دنیا میں نافذ کرنا۔ چنانچہ اس کی ساری پالیسیاں اسی ایک نکتے کے گرد گھومیں گی۔ اس کے سارے وسائل میں ترجیح نمبر ایک یہی ہو گی کہ ہمیں دین کا پیغام پوری دنیا تک پہنچانا ہے اور "شہادت علی الناس" کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی غیر مسلم ہمارے اس مقصد کے اندر شریک کار نہیں ہو سکتا' وہ تو رکاوٹیں ڈالے گا' راستے بند کرے گا۔ ان دو امور یعنی (قانون سازی اور پالیسی میکنگ) کے سوا غیر مسلموں کے لئے باقی سب راستے اور تمام مناصب کھلے ہوں گے۔

(۲۱ اکتوبر ۹۵ء احیائے خلافت کانفرنس سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب)

قیمت : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

ایلیٹ فورس

موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی محکمہ پولیس کی ناقص کارکردگی کے پیش نظر چنیدہ افسران اور جوانوں کو خصوصی تربیت دے کر "ایلیٹ فورس" کے نام سے اعلیٰ ٹیم تشکیل دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۲۷ جولائی کو لاہور میں بیدیاں روڈ پر پولیس لائن میں ایلیٹ فورس کے قیام کے بارے میں وزیر اعلیٰ کو تازہ ترین رپورٹ پیش کی گئی۔ اس کی تفصیلات اگلے روز اخبارات میں شائع ہوئیں تو ایک معمر شخص نے ایک واقف حال سے پوچھا کہ ایلیٹ فورس کیا ہوتا ہے۔ وہ بزرگ اخبار میں لکھے "ایلیٹ" لفظ کو "ای۔ لی۔ اَٹ" (بروزن Iliot) پکار رہے تھے۔ شکر ہے وہ "ای۔ ڈی۔ اَٹ" نہیں کہہ رہے تھے! انہیں بتایا گیا کہ ایلیٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی چیدہ' منتخب' اعلیٰ' خصوصی کے ہیں اور اس لفظ کا صحیح تلفظ وہ نہیں جو اخبار نے اردو لہجے میں نقل کیا بلکہ "اَلیٹ" (ā-lete) ہے۔ وہ صاحب برجستہ بولے "اے کوئی ضروری جے دیسی ٹٹو ولایتی چیکاں مارے۔ ایڈی کیڑی مشکل اے۔ اپنی زبان وچ کوئی سوہنا جیا ناں رکھ لیندے"۔ حاضرین خوب محظوظ ہوئے۔ بہرحال یہ جملہ معترضہ تھا۔ اب آیئے اصل بات کی طرف جو کرنا مقصود ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے مذکورہ بریفنگ کے بعد شرکاء میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کی وردی میں ڈکیت بھی ہیں۔ اگر محکمہ پولیس میں ڈاکو نہ ہوتے تو پھر اس کی کارکردگی اتنی گھٹیا نہ ہوتی۔ انہوں نے پولیس حکام کو ہدایت کی کہ وہ ایلیٹ فورس کے لئے بہترین افسر اور سپاہی چن کر بھیجیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ پولیس کی وردیوں میں ملبوس ڈاکو تربیت حاصل کرنے کے بعد زیادہ ماہرانہ انداز میں ڈاکے مارنے شروع کر دیں۔ میاں شہباز شریف نے اعتراف کیا کہ کرپشن نے پورے معاشرے کو تباہ کر دیا ہے جس میں محکمہ پولیس بھی شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس افسروں اور جوانوں کا فرض شناس ہونا ضروری ہے تاکہ محکمے کو کرپشن سے پاک کیا جا سکے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایلیٹ فورس کی تربیت کے مجوزہ پروگرام پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ایلیٹ فورس کے لئے پولیس لائن میں ٹریننگ لازمی ہو گی جہاں پاک فوج کے ماہرین زیر تربیت پولیس افسروں اور جوانوں کو تربیت دیں گے جو بعد ازاں اپنی تربیت حاصل کر چکنے پر دیگر پولیس سنٹروں میں پولیس کو ٹریننگ دیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ پولیس کی تربیت کے لئے پاک فوج کے مطلوبہ افسران کی خاصی تعداد مل چکی ہے جبکہ مزید افسروں کی خدمات جلد حاصل ہو جائیں گی۔ مذکورہ ٹریننگ پروگرام میں قرآن پاک کی تعلیم بھی شامل ہے جو مذہبی سکالر دیا کریں گے۔ وزیر اعلیٰ نے واضح کیا کہ ایلیٹ فورس کے تربیت یافتہ پولیس افسروں اور جوانوں کو ترجیحی بنیادوں پر ترقی دے دی جائے گی۔ قبل ازیں انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے اپنی تقریر میں حاضرین کو بتایا کہ ایلیٹ فورس کا منصوبہ پوری دنیا میں زیر عمل ہے اور پنجاب سے پہلے سندھ میں یہ فورس قائم کی جا چکی ہے۔ چونکہ پنجاب میں امن و امان کے حوالے سے کبھی بھی اتنے بدترین حالات نہیں تھے لہٰذا یہاں بھی ایلیٹ فورس قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے ایلیٹ فورس کی تشکیل کے بارے میں جو پروگرام وضع کیا ہے اس کے دو پہلو نہایت اہم ہیں جن کی وضاحت خود وزیر اعلیٰ نے اپنے خطاب میں کی اور یہی پہلو تو لائق توجہ بھی ہیں۔ اول یہ کہ اس فورس کے لئے بہترین افسروں کا چناؤ خود پولیس ہی کرے گی اور دوسرا یہ کہ اس فورس کی خصوصیت ہی وہ ٹریننگ ہو گی جو فوجی ماہرین انہیں دیں گے۔ جہاں تک چناؤ کا تعلق ہے' غور کیجئے کہ جس محکمے (یعنی پولیس) کی کارکردگی کو وزیر اعلیٰ نے واشگاف الفاظ میں بدترین قرار دیا ہے اور معاشرے کی تباہی کا انہیں برابر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اسی محکمے سے ایلیٹ فورس کے لئے بہترین افسروں اور جوانوں کے چناؤ کی توقع ہے۔ یعنی چنو بھی کرپٹ میں سے اور چنیں بھی کرپٹ' مگر نتیجہ فرسٹ کلاس ہو! واہ واہ' کتنا بھولپن یا کتنی ناسمجھی۔ دوسرا پہلو ٹریننگ کے کرشمے سے ہے۔ تصور کیا جا رہا ہے کہ فوجی ماہرین کی خصوصی تربیت بدنام زمانہ محکمے سے چنیدہ افراد کو ایک منظم' معتبر' لائق اور جانفشاں فورس بنا ڈالے گی اور مذہبی سکالروں کی جانب سے تعلیم قرآن سونے پہ سہاگے کا کام کرے گی۔ اگر آج بھی پولیس کے محکمے کے موجودہ ٹریننگ پروگرام اور اسٹینڈرڈ کا جائزہ لیا جائے تو کوئی خامی نظر نہیں آئے گی۔ اسی طرح سول سروس کے محکمہ جات' انٹیلی جنس کی ایجنسیوں' تعلیمی مراکز' مالیاتی اداروں اور مسلح افواج کے ٹریننگ پروگراموں اور اسٹینڈرڈ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کہیں بھی کمزوری یا نقص دکھائی نہیں دے گا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ بگڑتا ہی چلا جا رہا ہے اور حالات روز بروز ہاتھ سے نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ دیانت' امانت اور شرافت کے مطالبے کا ہمارا معیار الٹا ہے۔ ہمارے ہاں بددیانت حاکم اپنے ماتحتوں سے دیانتداری کا مطالبہ کرتا ہے۔ لہٰذا حکومت لاکھ ایلیٹ فورس تشکیل دے' بہترین فوجی ماہرین سے چنیدہ افراد کو خوب تربیت دلائے' اعلیٰ مدرسین سے بھرپور قرآنی تعلیم دلوائے' جب تک برسراقتدار حضرات بشمول صدر مملکت' وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ کا ماضی اور حال پر محیط کردار ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر تسلیم نہیں کر لیا جاتا کسی بہتری کی توقع عبث ہو گی۔ جان لیجئے دوسرے پر اٹھنے والی انگلی اگر ٹیڑھی ہو تو نشانہ صحیح نہیں بیٹھتا۔

★ ★

اداریہ

عاکف سعید

پاکستان کا مستقبل

عالمی شہرت یافتہ امریکی جریدے "نیوز ویک" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں پاکستان اور بھارت کی آزادی کے پچاس برس مکمل ہونے پر ایک خصوصی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کے بعض اقتباسات روزنامہ "جنگ" نے بھی ۲۹ جولائی کی اشاعت میں شائع کئے ہیں۔ "نیوز ویک" کے نامہ نگار ٹونی کلفٹن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ "پاکستان کے اخبارات فرقہ وارانہ قتل' تشدد اور دیگر جرائم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں لیکن عوام نے اپنے ملک کی تشکیل کے دن کو تاحال فراموش نہیں کیا۔ پاکستانی عوام کے پاس نہ تو دولت کے ڈھیر ہیں اور نہ وہ کسی بڑے جشن منانے کے لئے موڈ میں ہیں' تاہم ۱۴/ اگست کو پاکستان کے طول و عرض میں دعائیں مانگی جائیں گی کہ آئندہ پچاس برس قتل و غارت گری' تشدد اور افلاس کے بغیر گزریں"۔ پاکستان کی گزشتہ پچاس سالہ تاریخ کے حوالے سے ملک کی حالت زار کا ذکر کرتے ہوئے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ "پاکستان اپنے قیام سے اب تک تقریباً نصف سے زائد عرصہ فوجی ڈکٹیٹرشپ کے زیر تسلط رہا' یہاں کی آبادی کی اکثریت تعلیم سے بے بہرہ ہے' پاکستان کو دنیا کے پانچ کرپٹ ترین ممالک میں شمار کیا گیا ہے"۔ نامہ نگار نے قائداعظم کے سوانح نگار رضوان احمد کا یہ قول نقل کرنے کے بعد کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ قائداعظم جو چاہتے تھے وہ پاکستان میں کہیں نظر نہیں آتا" اپنی رپورٹ کے آخر میں لکھا ہے کہ "ایک بات حتمی ہے کہ اگر پاکستان کے عوام قائداعظم کے نظریات کی روح دوبارہ حاصل نہیں کرتے تو آئندہ پچاس برس میں بھی ان کی حالت کے سدھرنے کا کوئی امکان نہیں!"

پاکستان کے حالات پر مغربی جرائد کا تبصرہ ایک معمول کی بات ہے۔ بالخصوص پاکستان جب اپنی تاریخ کے کسی اہم موڑ سے گزرتا یا سنگ میل کو عبور کرتا ہے تو اس کے حوالے سے خصوصی رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں۔ پاکستان کی عمر کے چالیس سال مکمل ہونے پر بھی "ٹائمز آف لندن" نے پاکستان اور بھارت کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے ایک مفصل رپورٹ شائع کی تھی اور تقسیم کے وقت کے حالات کا تقابل کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اس وقت پاکستان کا مستقبل روشن اور بھارت کا مستقبل تاریک نظر آتا تھا۔ لیکن چالیس سال گزرنے کے بعد آج حالات اس کے بالکل برعکس دکھائی دیتے ہیں۔ اس رپورٹ میں ہماری چشم کشائی اور ہمارے لئے شرمساری کا بہت کچھ سامان تھا اور اب "نیوز ویک" میں شائع ہونے والی اس تازہ رپورٹ میں ہمارے لئے دعوت فکر موجود ہے۔

پاکستان میں بھی گولڈن جوبلی کے حوالے سے بہت سے اہل قلم اور دانشور حضرات ملک کے پچاس سالہ ماضی کا تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مستقبل کے بارے میں قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ اس بارے میں ہمارا' یعنی تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کا' بھی ایک مستقل موقف ہے جس کا اظہار گاہے بگاہے ہوتا رہتا ہے۔ مناسب ہو گا کہ اس موقع پر ہم اپنے نقطہ نظر اور موقف کا خلاصہ قارئین کے گوش گزار کر دیں جسے چھ نکات کی صورت میں یوں سمویا جا سکتا ہے :

1) تحریک پاکستان کے اصل محرک کی تعیین میں اگرچہ اختلاف ممکن ہے کہ کیا ہندو کا طرز عمل اس کی بنیاد بنا یعنی مسلمان جو ہندوستان میں اقلیت میں تھے' انہیں ایک بڑی قوم ہندو سے اندیشہ تھا کہ وہ معاشی میدان میں ان کا زبردست استحصال کرے گا یا ہمیں اپنے اسلامی تشخص کے بارے میں ہندو سے خدشات لاحق تھے یا یہ کہ تحریک پاکستان کا اصل محرک ایک خالص دینی جذبہ تھا کہ ہم ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کے خواہاں تھے؟ وغیرہ ـــــ تاہم یہ بات طے شدہ ہے کہ (i) پاکستان اسلام کے "نام" پر وجود میں آیا ـــــ (ii) وہ قوم جسے بڑی قوم یعنی ہندو سے خطرات لاحق تھے اس کی قومیت کی بنیاد سوائے "اسلام" کے اور کوئی نہ تھی اور (iii) علامہ اقبال کے افکار اور قائداعظم کے لاتعداد فرمودات کی روشنی میں بلا خوف تردید یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے نام سے محض ایک علیحدہ خطے کا حصول مسلمانان ہند کی منزل نہیں تھا بلکہ ایک مثالی اسلامی ریاست کا قیام ہمارا ہدف تھا جس میں اسلام کے اصول حریت' اخوت اور مساوات اپنی اعلیٰ ترین شکل میں دیکھے جا سکیں۔ یہ گویا مسلمانان ہند کا اللہ تعالیٰ سے اجتماعی عہد تھا کہ ہمیں اگر ایک علیحدہ خطہ زمین مل گیا تو ہم وہاں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو قائم کر کے دکھائیں گے۔

2) قیام پاکستان کے بعد ہم نے بحیثیت قوم اس عہد کو فراموش کر دیا اور آزادی کے دنیاوی ثمرات سمیٹنے میں اس طرح مشغول ہو گئے کہ ہم نے اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل تو درکنار' دنیا کے ہر مسلّم اصول اور ضابطہ اخلاق کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ دین حق کے غلبہ و نفاذ کی جانب پیش رفت کرنے کی بجائے ہم نے انگریز کے چھوڑے ہوئے باطل' استحصالی اور دین دشمن نظام کو سینے سے لگا کر رکھا اور اس پر کوئی "آنچ" نہ آنے دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم جو پہلے ہندو کے معاملے میں ایک قوم شمار ہوتے تھے' چھوٹی چھوٹی قومیتوں میں بٹتے چلے گئے اور افتراق و انتشار کی اس آخری انتہا کو پہنچے کہ دنیا کے لئے عبرت کا تازیانہ بن گئے۔ قیام پاکستان کی سلور جوبلی منانے کی ابھی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ ہمارا نصف دھڑ ہم سے جدا ہو گیا اور یہ جدائی انتہائی رسوا کن اور ذلت آمیز انداز میں ہوئی۔

3) اجتماعی سطح پر اللہ تعالیٰ سے مسلسل بدعہدی کی سزا کے طور پر سورۂ توبہ کی آیات سنت الٰہی کے مطابق "نفاق" ہمارے دلوں میں داخل کر دیا گیا۔ اس نفاق کا اظہار ہماری قومی اور اجتماعی زندگی میں تین صورتوں میں ہوا : i) نفاق باہمی ـــــ یعنی نسلی' لسانی' علاقائی اور فرقہ وارانہ عصبیتوں کا شکار ہو کر ہم قومیتوں اور گروہوں میں بٹ گئے اور ایک دوسرے کے خلاف بغض و عداوت کے جذبات ہمارے دلوں میں پرورش پانے لگے۔ اس باہمی منافرت کی گرم بازاری کا جو بدترین نقشہ پاکستان میں جما ہے اس کی نظیر شاید کہیں اور ڈھونڈے سے نہ ملے۔ ii) نفاق عملی ـــــ یعنی کردار و عمل میں منافقت۔ احادیث مبارکہ میں اس نوع کی منافقت کی چار علامات بیان کی گئی ہیں۔ جھوٹ' وعدہ خلافی' بددیانتی اور مشتعل مزاجی۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ یہ چاروں اخلاقی معائب ہماری قومی زندگی میں رچ بس چکے ہیں؟ اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہماری قومی اور سیاسی زندگی میں جو شخص اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے جتنا اونچا ہے وہ اتنا ہی بڑا جھوٹا' وعدہ خلاف اور خائن ہے؟ ـــــ اور ہر اعتبار سے ہم پسماندہ سہی' کرپشن کی دوڑ میں اقوام عالم میں ہماری دوسری پوزیشن حاصل کرنے کا اعتراف تو پوری دنیا کر رہی ہے!! اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے دنیا کے واحد ملک کی اس درجے ذلت و رسوائی' ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے ـــــ اور iii) دستوری منافقت ـــــ یعنی ہمارا یہی قومی وصف ہمارے ملک کی اہم ترین اور محترم ترین دستاویز میں بھی پورے طور پر جھلک رہا ہے۔ ہمارا دستور اگرچہ متعدد اعتبارات سے چوں چوں کا مربہ ہے' لیکن سب سے بڑی منافقت کا اظہار اسلامی دفعات کے ضمن میں ہوا ہے۔ بازی بازی' باریش بابا ہم بازی!! دستور میں شامل ہر وہ دفعہ جس سے اسلامی نظام کے قیام یا شریعت کی تنفیذ کے عمل کو تقویت مل سکتی تھی' اس کا توڑ اور تریاق بھی اسی دستور میں شامل

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

کراچی میں مستقل بدامنی کے باوجود امریکی کمپنیاں وہاں تیزی سے سرمایہ کاری کیوں کر رہی ہیں؟

پاکستان کی گولڈن جوبلی پر الطاف حسین کی جانب سے "متحدہ قومی موومنٹ" کے قیام کا اعلان قوم کے لئے انمول تحفہ ہے!

کراچی کے رکن قومی اسمبلی' میاں اعجاز شفیع کے وزیر اعلیٰ کے نام کھلے خط نے ساجھے کی ہنڈیا کو چوراہے میں پھوڑ دیا ہے

کراچی میں امن و امان کا قیام بے نظیر حکومت کا کارنامہ تھا؟

مرزا ایوب بیگ' لاہور

ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے کنوینر اشتیاق اظہر نے الطاف حسین کی رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ مہاجر قومی موومنٹ کا نام تبدیل کر کے متحدہ قومی موومنٹ رکھ دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئے نام سے قائم ہونے والی یہ جماعت الطاف حسین کی قیادت میں ملک کو جاگیردارانہ اور ظالمانہ نظام سے نجات دلانے اور پاکستان کو ایک ترقی یافتہ اور حقیقی معنوں میں ایک جمہوری ملک بنانے کے لئے جدوجہد کرے گی۔ انہوں نے بتایا کہ متحدہ قومی موومنٹ کا منشور اور آئین تیار کر لیا گیا ہے' تاہم ایم کیو ایم کا جھنڈا تبدیل نہیں ہو گا' اور نہ ہی متحدہ قومی موومنٹ کے قیام کا مطلب یہ ہو گا کہ مہاجر حقوق کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ کے قیام کے ذریعے دراصل ایم کیو ایم کی جدوجہد کا دائرہ مہاجروں کے حقوق کے حصول کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ ملک بھر کے مظلوم و محروم عوام کے حقوق کے حصول کی جدوجہد تک وسیع کر دیا گیا ہے۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ پاکستان کی گولڈن جوبلی پر متحدہ قومی موومنٹ کے قیام کا اعلان الطاف حسین کی طرف سے قوم کے لئے انمول تحفہ ہے۔

ظاہری طور پر یہ خبر مایوسیوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں روشنی کی ایک کرن کی حیثیت رکھتی ہے اور کوئی پاکستانی' ایم کیو ایم کے قومی دھارے میں شامل ہونے کی خبر پر خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نیتوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن گزشتہ پندرہ سال کے حالات و واقعات اور ایم کیو ایم کے بحیثیت مجموعی طرز عمل کا اگر غیر جانبداری سے بغور جائزہ لیا جائے تو یہ خبر جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے بڑی خوش کن اور اطمینان بخش ہے' بعض اعتبارات سے شکوک و شبہات کو بھی جنم دیتی ہے۔ اس خبر کا تفصیلی جائزہ لینے سے پہلے ماضی قریب میں جنرل بابر کا کراچی آپریشن اور نئے انتخابات کے بعد ایم کیو ایم کے اپنی حلیف جماعت مسلم لیگ کے ساتھ تعلقات اور ایم کیو ایم حقیقی سے خونی ٹکراؤ کے بارے میں اظہار خیال ازحد مفید رہے گا۔

بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں جنرل بابر کے کراچی آپریشن کے بارے میں دو رائے رکھی جا سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ فساد فی الارض کو ختم کرنے کے لئے' عام شہریوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت اور انتظامیہ کی ساکھ کو بحال کرنے کے لئے اور اس سے پہلے کہ طوائف الملوکی اپنے عروج پر پہنچ جائے اور ہر شخص یہ سمجھ لے کہ اپنی جان اور مال کی حفاظت اسے خود کرنا ہے چاہے اسے قانون کو کیوں نہ ہاتھ میں لینا پڑے' ایسی صورتحال میں جنرل بابر کا کراچی آپریشن نہ صرف ناگزیر تھا بلکہ یہ حکومت وقت کا فرض بھی تھا۔ ان لوگوں کی رائے یہ ہے کہ تمام قوانین اور ضابطوں کی اصل روح اور حقیقی مقصد شہریوں کی جان و مال کی حفاظت ہوتا ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ امن و امان کی بحالی کے لئے تمام کارروائی قانون کے دائرے میں ہی ہونی چاہئے تھی خواہ ایسا کرنے میں کچھ اضافی وقت لگ جاتا۔ خصوصاً ماورائے عدالت قتل بے نظیر بھٹو اور جنرل بابر کے ناقابل معافی جرائم ہیں جن پر وہ سخت ترین سزا کے حقدار ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بے نظیر بھٹو اپنے دوسرے دور اقتدار کے آغاز ہی سے ذاتی لحاظ سے بھی اور جماعتی اعتبار سے بھی غیر مقبول ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ ان کی اس غیر مقبولیت کی دو بڑی وجوہ تھیں : ایک کرپشن اور دوسری ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی بلاچون و چرا تابعداری اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مہنگائی۔ وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ کراچی میں امن و امان کا قیام ایک بہت بڑا کارنامہ تھا جس پر خراج تحسین وصول کرنا محترمہ کا حق ہے جبکہ ہمارے قومی مزاج کی ساخت کچھ یوں ہے کہ ہم رد و قبول کے معاملے میں صرف انتہا کے قائل ہیں۔ جسے ہم قبول کر لیتے ہیں اس کی کوئی خطا ہمیں نظر نہیں آتی اور جسے رد کر دیں اس کی کوئی خوبی ہمیں نہیں بھاتی۔ لہٰذا کراچی میں قائم ہونے والے امن و امان کو کوئی اہمیت نہ دی گئی۔ حالانکہ یہ اقدام ملکی سلامتی کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ جنرل بابر نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ اس مواصلاتی نیٹ ورک کو تہس نہس کر دیا تھا جس کے ذریعے دہشت گرد تخریب کاری کے لئے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے تھے۔ انہیں منتشر کر کے کچھ کو ٹھکانے لگا دیا گیا اور بہت بڑی تعداد میں انہیں گرفتار کر لیا۔ کراچی کے بعض حلقوں نے اعتراف کیا کہ شہریوں کے سر سے بدامنی اور قتل و غارت گری کا عذاب ٹل گیا تھا۔ فروری ۱۹۹۷ء کے انتخابات میں سندھ اسمبلی میں کوئی ایک جماعت بھی قطعی اکثریت حاصل نہ کر سکی۔ جنرل بابر کے آپریشن کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے مابین دشمنی عروج پر تھی لہٰذا مسلم لیگ اور ایم کیو ایم نے مخلوط حکومت قائم کر لی۔ لیاقت علی جتوئی مسلم لیگ کی طرف سے وزیر اعلیٰ نامزد ہوئے۔ موصوف عبدالحمید جتوئی کے صاحبزادے ہیں اور دیہی سندھ سے ان کا تعلق ہے۔ ان کا خاندان ایم کیو ایم کے سیاسی نظریات کا شدید مخالف رہا ہے۔ مخلوط حکومت کے قیام کے لئے مسلم لیگ اور ایم کیو ایم میں باقاعدہ معاہدہ ہوا جس میں طے پایا کہ وزارتیں مسلم لیگ اور ایم کیو ایم میں مساوی تقسیم ہوں گی' ایم کیو ایم کے جو افراد اس وقت جیلوں میں ہیں انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے گا اور جو لوگ جنرل بابر کے آپریشن کے دوران مارے گئے تھے یا زخمی ہوئے تھے انہیں معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ اس معاوضہ کی کل مالیت کئی ارب روپے طے ہوئی۔

۱۹۸۸ء کے عام انتخابات کے نتیجہ جو ایم کیو ایم اور

پاکستان پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت قائم ہوئی تھی۔ اس میں بھی اس نوع کی بہت سی شرائط تھیں جنہیں پورا نہ کرنے کا الزام لگا کر ایم کیو ایم پیپلز پارٹی سے الگ ہوئی تھی۔ اسی پس منظر میں ایم کیو ایم حقیقی کے سربراہ آفاق احمد کا یہ بیان قابل غور ہے کہ الطاف حسین ہر وقت سودے بازی کے چکر میں رہتے ہیں اور ہر وصولی کے بعد اپنا دباؤ مزید بڑھا دیتے ہیں۔ صوبہ سندھ کا اس وقت سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مخلوط حکومت ایک سربراہ کی زیر قیادت کام نہیں کر رہی بلکہ حکومت عملاً دو جماعتوں کے مابین تقسیم ہو گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ جتوئی اپنے چار مسلم لیگی وزراء اور دیگر چار حلیف وزراء کے ساتھ امور حکومت کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں' ان کا بس سات دوسرے صوبائی وزراء اور ایک مشیر پر نہیں چلتا جن کا تعلق ایم کیو ایم سے ہے کیونکہ یہ سب وزیر اپنی کارکردگی کی رپورٹیں ڈاکٹر فاروق ستار جو سینئر وزیر ہیں کو پیش کرتے ہیں۔ وزیر اعظم نواز شریف کے دورۂ کراچی میں تو دونوں اطراف سے شکوے شکایات کے انبار لگ جاتے ہیں۔ کراچی سے مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی میاں اعجاز شفیع کے وزیر اعلیٰ سندھ لیاقت جتوئی کے نام کھلے خط نے ساجھے کی ہنڈیا کو چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں مسلم لیگی حکومت میں مسلم لیگی کارکنوں اور ارکان اسمبلی کی بے کسی کی منظر کشی کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ سندھ کے شہروں خصوصاً کراچی کے سرکاری دفاتر پر ایم کیو ایم کا کنٹرول ہے اور ایم کیو ایم کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مسلم لیگی دفاتر پر حملے ہونے لگے ہیں اور بعض مسلم لیگی کارکن قتل بھی کر دیئے گئے ہیں۔

ایم کیو ایم الطاف گروپ اور ایم کیو ایم حقیقی کے مابین فائرنگ کا تبادلہ روزانہ کا معمول ہے۔ ایک دوسرے کے کارکنوں کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور اغوا شدگان کی اکثر مسخ شدہ لاشیں ہی ملتی ہیں۔ لاش کو بوری میں بند کر کے کہیں نہ کہیں پھینک دیا جاتا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہو رہے ہیں کہ بعض کارکنوں کو ایک علاقے سے اغوا کر کے دوسرے علاقے میں لے جایا جاتا ہے اور دیوار کی طرف ان کا منہ کر کے انہیں قطار میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور پھر فائرنگ سے انہیں بھون ڈالا جاتا ہے۔ دونوں گروپ ایک دوسرے کے دفاتر پر حملہ کرتے رہتے ہیں جس سے متعدد کارکن ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس ساری صورتحال کے پس منظر میں غیر ملکی کمپنیاں خصوصاً امریکی کمپنیوں کا بے دریغ کراچی میں سرمایہ کاری کرتے چلے جانا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ایم کیو ایم حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد سے ایک انٹرویو میں یہ سوال کیا گیا کہ کراچی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے' پھر بھی غیر ملکی کمپنیاں سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا "یہ حقیقت ہے کہ بین الاقوامی سطح پر عالمی برادری یہ کہہ رہی ہے کہ کراچی میں امن قائم نہیں ہو گا تو ہم سرمایہ کاری نہیں کریں گے اور دوسری طرف امریکی سفیر دھڑلے سے یہ کہہ رہا ہے کہ کراچی کے حالات ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے اور وہ انتہائی تیزی سے سرمایہ کاری بھی کر رہے ہیں ـــــ کیوں؟ دراصل امریکہ نے یہ حالات خود پیدا کئے ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ ان حالات کو کس طرح کنٹرول کرنا ہے! پھر وہ اس صورتحال سے دوسرے ممالک کو خوفزدہ کر کے انہیں سرمایہ کاری سے روکنے میں بھی کامیاب رہا ہے۔ اس انٹرویو میں آفاق احمد نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ صنعت کاروں کے ایک ڈنر میں امریکی سفیر رچرڈ سی فاک نے کہا کہ "ہم جیتے ہوئے گھوڑے پر بازی لگاتے ہیں اور الطاف جیتا ہوا گھوڑا ہے"۔ حیران کن بات یہ ہے کہ شروع شروع میں جب کراچی میں حالات خراب ہوئے تھے تو پراپرٹی کی قیمت میں بہت کمی واقع ہو گئی تھی' اب کراچی کے حالات بدتر ہیں لیکن پراپرٹی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ایک انتہائی اہم اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اس وقت ایم کیو ایم حکومت میں ہے' گو سندھ کے وزیر اعلیٰ کا تعلق مسلم لیگ سے ہے لیکن سندھ کے شہروں میں حقیقی اقتدار الطاف حسین اور اس کے پیروکاروں کے پاس ہے' اس کے باوجود الطاف حسین جلاوطنی کی زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ جو مقدمات الطاف حسین کے خلاف نواز شریف کے گزشتہ دور حکومت میں قائم کئے گئے تھے انہیں نمٹا لینا حکومت کے لئے قطعی دشوار نہیں ہے اس لئے کہ جب تک انتظامیہ عدلیہ کو مواد فراہم نہیں کرے گی' گواہ گواہی نہیں دیں گے' عدلیہ کس بنیاد پر ملزموں کو سزا دے سکتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ الطاف حسین کے تعلقات ابھی حساس اداروں کے ساتھ درست نہیں ہوئے' حساس ادارے انہیں شکوک و شبہات کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور الطاف حسین بھی اپنی نجی محفلوں میں ان کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں الطاف حسین اپنی نجی محفلوں میں غیر ملکی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی مرحوم کی بصیرت افروز گفتگو

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

ایک دفعہ برادرم سیف الدین چشتی ڈاکٹر برہان احمد فاروقیؒ سے ملنے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے انہیں اپنے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور کہنے لگے "میرے لائق کوئی خدمت؟" جی میں صرف زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ میرے لئے بس دعا فرما دیں' سیف الدین نے بڑی لجاجت سے درخواست کی۔ فاروقی صاحب فرمانے لگے کیا کروں؟ جی دعا کریں' میری عاقبت سنور جائے۔ بس اتنا سننا تھا کہ ڈاکٹر صاحب جوش میں آ گئے۔ فرمایا اگر صرف آپ کی عاقبت سنور جائے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہو جائے گا؟ جبکہ قرآن سورۃ الصف آیت نمبر۹ میں فرماتا ہے:

﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ...﴾

"وہ ذات جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیفہ ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا کہ وہ اسے تمام نظام ہائے زندگی پر غالب کر دے۔"

پھر فرمایا' کیا رسول خدا نے ہجرت اس لئے فرمائی تھی کہ عاقبت سنور جائے' کیا بدر و حنین کے معرکے اس لئے برپا کئے گئے تھے کہ عاقبت سنور جائے۔ مسلمان کنج عافیت میں بیٹھ کر اپنی اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر میں رہیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت کی تکمیل کے لئے کون اٹھے گا؟ ـــــ جوں جوں گفتگو آگے بڑھتی جا رہی تھی ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کا قد اعلیٰ سے بھی نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ ان کی گفتگو فکری اصابت' جذبے کی صداقت اور دردمندی کی غماز تھی۔ ڈاکٹر صاحب ایک فلسفی ہی نہیں بلکہ اس وقت ایک داعی کے روپ میں جلوہ گر تھے۔

(بحوالہ منہاج القرآن' جولائی ۹۷ء)

قرآنی پیغام سے استفادہ کے لئے عربی زبان کا سیکھنا دینی فریضہ ہے

شیعہ سنی کشیدگی کو دشمنان اسلام اپنے مذموم مقاصد کے لئے ہوا دے رہے ہیں

تنظیم اسلامی Slow and Steady کے اصول کے مطابق اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا انٹرویو 'جو پندرہ روزہ "اخبار ڈسکہ" کی حالیہ اشاعت میں شائع ہوا

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد پاکستان کے ان چند مایہ ناز سپوتوں میں سے ہیں جو ہر لحاظ سے قابل احترام' پورے عالم اسلام اور مملکت خداداد کا حقیقی درد رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک کلام الٰہی اور فرمان نبویؐ کے آئینے میں قرآن مجید کا صریح فیصلہ اور نبی اکرم کی واضح پیشنگوئیاں ہیں کہ یہودیوں اور ان کے جملہ سرپرستوں کی تمام تر مساعی بالآخر ناکام ہوگی اور بعثت محمدی کا مقصد یعنی نور الٰہی کا اتمام اور دین حق کا غلبہ ہو کر رہے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے نظام کا کل روئے ارضی پر قیام لازمی و لابدی ہے۔ زیر نظر انٹرویو میں خالصتاً ان کے الفاظ بغیر کسی ردوبدل کے تحریر کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے طرز گفتگو سے بھی قارئین کو بھی لذت اندوز کیا جاسکے۔

☆ ڈاکٹر صاحب آپ کی جماعت کا طریقہ کار دوسری جماعتوں سے مختلف ہے لیکن دینی فکر جماعت اسلامی سے قریب تر ہے تو آپ جماعت اسلامی میں رہ کر بھی یہ کام کر سکتے تھے اس کے لئے آپ کو علیحدہ تحریک بنانے کی کیا ضرورت تھی جب کہ جماعت اسلامی میں آپ کی ایک خاص حیثیت اور پہچان رہی ہے۔

○ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر مولانا مودودی جماعت اسلامی کے اندر اختلاف رائے کی گنجائش پیدا کر دیتے تو میں موقع بموقع اپنے خیالات کو پیش کر کے ارکان جماعت کو مطمئن کر لیتا تو میں کبھی جماعت نہ چھوڑتا۔ ہوا یہ کہ جو لوگ جماعت کی پالیسی سے اختلاف رکھتے ہیں وہ جماعت کے رکن تو رہ سکتے ہیں لیکن نہ وہ مقامی ارکان کے اجتماع میں بات کر سکتے ہیں' اپنی اختلافی رائے کے اظہار کے لئے نہ حلقے کہ اجتماع میں ایسا کر سکتے ہیں۔ صرف آل پاکستان اجتماع ہوگا تو وہاں وہ خواہش ظاہر کر سکتے ہیں اس کے علاوہ نہ انفرادی گفتگو میں اختلافی رائے ظاہر کر سکتے ہیں نہ تحریر و تقریر کے ذریعے سے۔ تو اس طریقہ کار سے اختلاف رائے کا دروازہ بالکل بند کر دیا گیا کہ "گھٹ کے مرجاؤں یہ میری مرضی میرے صیاد کی ہے" اس لئے جماعت کو چھوڑنا پڑا۔

☆ ڈاکٹر صاحب گزشتہ دور کی نسبت موجودہ دور میں بہت جلد تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ بعض دینی جماعتوں کے رہنما ایسی اچانک تبدیلی سے اتنے خوف زدہ ہوئے کہ وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ایک قدم آگے رکھتے ہیں تو دو قدم پیچھے ہٹنا پڑتا ہے' تو اس لحاظ سے آپ کی جماعت نے اب تک کتنا فاصلہ طے کیا ہے؟

○ اگر مادی یا کسی اور حوالے سے بات ہو تو یہ چیزیں ناپی جا سکتی ہیں سو اس لحاظ سے بہت کم فاصلہ طے کیا ہے جب کہ الحمد للہ کوئی قدم پیچھے نہیں رکھا۔ بڑے استقلال کے ساتھ ہم Slow and Steady کے مطابق منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ میرے نزدیک یہ سوال زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے اور میں دوسری دینی جماعتوں پر بھی اس لحاظ سے تنقید نہیں کرتا کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ انبیائے کرام میں سے بہت سے ایسے نبی بھی ہو گزرے ہیں جن کی دعوت پر کسی نے لبیک نہیں کہا۔ اس کا کوئی الزام ان پر نہیں ہے۔ مذہبی جماعتوں سے گفتگو ہوگی تو اس حوالے سے کہ ان کا پروگرام کیا ہے' ان کا منشور کیا ہے۔ باقی تعداد کے لحاظ سے کامیابی و ناکامی کے حوالے سے میں کسی پر تنقید نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔ البتہ غور و فکر ضرور کرتے رہنا چاہئے کہ ہمارے طریق کار میں کوئی غلطی تو نہیں ہے' یہی میرا نقطہ نظر ہے۔ اس بارے میں میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ انقلابی کام کا حساب کتاب الگ ہے۔ وہ عام سیاسی و سماجی کاموں کے حساب سے نہیں ہوتا۔ بلکہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ابتدا میں محنت بہت لگتی ہے پھر ایک دم کوئی (Turn) موڑ آتا ہے یعنی مخفی قوت یک دم ظاہر ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں پہلے دس برس میں بمشکل سوا سو آدمی مسلمان ہوئے اور دوسرے دس برس میں ہزاروں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

☆ دیگر جماعتیں اور خصوصاً علمائے کرام آپ پر اس تلخ انداز میں تنقید نہیں کرتے جو ان کا ایک دوسرے کے خلاف انداز ہے۔ تو کیا میں گمان کر سکتا ہوں کہ یہ آپ سے متفق ہیں اس لئے نرم گوشہ رکھے ہوئے ہیں؟

○ نہ وہ میرے ساتھ ہیں اور نہ میں ان کے ساتھ ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ شریفانہ انداز یہی ہونا چاہئے میں بھی ان کے کام کو بھرپور سمجھتا ہوں خواہ مخواہ اسے موضوع بنانا' اس پر حملہ کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اپنے اختلاف رائے کو اچھے انداز میں بیان کرنا چاہئے۔ اس کا کیا سبب ہے کہ وہ ہمارے خلاف نہیں بولتے اس کا مجھے پتا نہیں یہ ان کی حکمت عملی ہے۔ بہر حال مناسب یہی ہے کہ اچھے انداز میں بات کی جائے۔

☆ آپ کے نزدیک حکومت ہی کے ذریعہ تبدیلی ممکن ہے تو پھر افواج میں تربیت یافتہ اور اپنی فکر کے افراد بھرتی کروا کر مارشل لاء نافذ کر دینا چاہئے۔ آپ یہ مختصر راستہ کیوں نہیں اپناتے؟

○ یہ ایک امکانی طریقہ ہے جو از خود ہوتا ہے اس کو پلان (plan) نہیں کیا سکتا۔ باہر سے اس کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی جا سکتی۔ فوج میں اتفاقاً کوئی ایسا شخص شامل ہو گیا ہو۔ اولاً یہ کہ فوج میں ہر سطح پر ترقی بہت گہری سکیم سے ہوتی ہے' اس صورت میں وہاں کسی ایسے شخص کا پہنچنا بہت مشکل ہے۔ ثانیاً یہ کہ کوئی شخص وہاں پہنچ کر زندہ و بیدار ہو جائے تو اس کے امکان تو ہیں کہ وہ انقلاب پیدا کر دے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اپنی Support کتنی ہوگی۔ جیسے کہ جنرل ضیاء الحق نے کہا تھا کہ میری طاقت اور اپوزیشن دونوں فوج ہیں اور میں فوج کو جواب دہ ہوں لہٰذا وہ کچھ نہ کر پائے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص ترقی کرتا ہوا پہنچتا ہے تو وہ بہتر پیشہ ور سپاہی تو ہو سکتا ہے یہ تو نہیں کہ وہ مفکر بھی ہو یا عالم بھی ہو اور وہ تمام علوم پر گہری دسترس بھی رکھتا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی شخص کو

اپنا اس طرح مرشد مان لے جیسا کہ اس وقت سوڈان کے فوجی حکمران کا معاملہ ہے کہ اس نے حسن ترابی کو اپنا مرشد مانا ہوا ہے۔ تب تو کچھ کام ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھ بیٹھے تو پھر حشر وہی ہوگا جو ضیا الحق کا ہوا۔ بہرحال ایسے از خود ہو تو ہم اس کی نفی تو نہیں کرتے لیکن یہ کہ یہ plan نہیں کی جا سکتی' باہر سے اس کی منصوبہ بندی ہو تو یہ درست نہیں۔

☆ ڈاکٹر صاحب ہم نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ عام آدمی بغیر درس نظامی پڑھے یا بغیر چودہ یا سولہ مقررہ مضامین پڑھے خود قرآن فہمی سے گمراہ ہو جاتا ہے۔ تو آپ کی جماعت نے ملک بھر میں عربی گرامر کورس کیوں شروع کر رکھے ہیں؟

○ قرآن فہمی کے مختلف درجے ہیں ایک تو یہ کہ انسان مفتی بن جائے' فیصلہ کرنے بیٹھ جائے کہ کیا حرام اور کیا حلال ہے تو اس کے لئے لازمی طور پر قرآن مجید کے متعلقہ چودہ یا سولہ علوم کو سیکھے بغیر معاملہ نہیں سدھرتا۔ ایک ہے قرآن مجید کا پیغام' اس کا Message اس کے اندر سے اخذ کرنا۔ ظاہر بات ہے عربی زبان کے سیکھنے سے انسان اس میں استعداد حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن جن لوگوں میں نازل ہوا تھا انہوں نے چودہ علوم نہیں پڑھے تھے۔ چودہ علوم تو کیا انہیں پڑھنا لکھنا بھی نہیں آتا تھا۔ یہ امیین پر کتاب نازل ہوئی اور آج بھی قرآن مجید سے ان پڑھ آدمی استفادہ کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ قرآن کی زبان سمجھتا ہو۔ وہ امی تھے لیکن قرآن کی زبان سمجھتے تھے نہ انہوں نے نحو پڑھی تھی اور نہ صرف' نہ معانی' نہ اصول حدیث' نہ بیان اس حوالے سے جو کام اس وقت کیا گیا تھا وہی اگر اب کرنا ہو تو صرف عربی زبان کا اتنا فہم جس سے قرآن مجید کو براہ راست سمجھ لے یہ بہت مفید بھی ہے اور اہم بھی۔

☆ ڈاکٹر صاحب آپ نے شیعہ سنی مسئلہ کا حل جو بتایا ہے اسے نہ سنی تسلیم کرتے ہیں نہ شیعہ' بلکہ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے موقف میں لچک پیدا کریں؟

○ نہیں میں نے یہ کہا ہی نہیں اور میری بات کی آپ بھی غلط توجیہ کر رہے ہیں۔ مفاہمت کے معنی کہ کچھ وہ چھوڑیں اور کچھ ہم' یہ قطعاً نہیں۔ یہ چیزیں بہت طویل عرصے سے چلی آ رہی ہیں۔ نہ وہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہم۔ حضرت عائشہ کی عصمت و عظمت سے نہ ہم روگردانی کر سکتے ہیں اور نہ وہ ان سے بغض اپنے دلوں سے نکالنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ مجبور کریں گے تو وہ تقیہ کریں گے۔ ہم حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو مقام سمجھتے ہیں' اللہ نہ کرے کہ ہم اس سے چشم پوشی کریں جبکہ شیعہ ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو یہ مقام دینے کے لئے کسی طور آمادہ نہیں۔ ہمارے لئے عملی مسئلہ یہ ہے کہ اب ایک سنی نے شیعہ کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ ظاہر ہے شیعیت اور سنیت جو ہے اس کو تو گویا برداشت کرنا پڑے گا اور یہ چاہے پسند ہو یا ناپسند۔ یہ آج کی بات تو ہے نہیں بلکہ ساڑھے تیرہ سو سال پرانی بات ہے۔ میں نے اس کا حل یہ تجویز کیا تھا کہ جب کسی ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو تو اس میں پبلک لاء اور جو فوجداری یا دیوانی قانون ہوتا ہے اکثریت کے مطابق ہوتا ہے لیکن اقلیتوں کو پرسنل لاء میں مکمل مذہبی آزادی دی جاتی ہے۔ یہی فارمولا ایرانی حکومت نے جو شیعہ ہے اپنے دستور میں لکھا ہے اور موجودہ ایرانی حکومت بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔ یہی بات جب میں نے کہی تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ خمینی کا بھی یہی موقف ہے تو مجھے حوصلہ ہوا تو پھر میں نے یہی بات مقامی شیعہ قیادت سے کی' مولانا محمد اعظم طارق اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقی سے بھی ہمارے دو ساتھیوں نے گفتگو کی۔ ظاہر ہے وہ یہ حل مان لیتے تو بات بن جاتی۔ میں تو صرف اس بات کو آگے (Press) کر رہا ہوں۔ جہاں تک اہل تشیع کی لوکل قیادت کا تعلق ہے وہ تا حال اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بہرحال آپ دعا کریں کہ ان کے سامنے حقیقت واضح ہو جائے۔ اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا تو اسلام کے دشمن اس کو استعمال کریں گے اور کر رہے ہیں۔ ان کے لئے شیعہ بھی بہت بڑی شے ہے اور سنی بھی۔ اس حوالے سے وہ چاہیں گے کہ شیعہ سنی ٹکراتے رہیں اور وہ اپنا الو سیدھا کرتے رہیں۔ اور اگر ہم بھی اسی طرح کرتے رہے تو گویا ہم اغیار و اعداء اسلام کے مقاصد کو پورا کر رہے ہیں۔ باقی شیعہ' شیعیت سے تائب نہیں ہو سکتے اور سنی اپنی سنیت میں خواہ مخواہ کوئی نرمی پیدا کریں اس کا قطعاً میں قائل نہیں ہوں۔ پچھلے دنوں میں ایران گیا تھا اور واپسی پر تقریر کی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں گیا تھا تو سنی تھا اور آیا ہوں تو سنی ہوں۔ تنظیم اسلامی خالصتاً سنی جماعت ہے ہمارے عقیدے میں خلافت راشدہ اور صحابہ کرام کی عظمت شامل ہے اور اس میں ہم کوئی نرمی برتنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

☆ ڈاکٹر صاحب ایران میں فقہ جعفریہ اور افغانستان میں فقہ حنفیہ کا نفاذ عملاً ہو چکا ہے تو یہ دونوں آپس میں ہمیشہ الجھے رہیں گے کیا یہ درست ہے؟

○ یہ آپس میں ٹکرائیں گے اور ٹکراؤ شروع ہو چکا ہے یہ بھی بڑی سطح پہ ایک بہت بڑی شے ہے جو میں نہیں چاہتا اور اگر شیعہ سنی مفاہمت ہوئی ہوتی تو امن یقینی تھا۔ بصورت دیگر پاکستان میں بھی چپقلش ہے' وہ اور بڑھے گی اسے دشمن استعمال کریں گے جب کہ اسے سب سے زیادہ استعمال کرنے والا بھارتی ادارہ "را" ہے اور خاص طور پر حکومت طالبان اور ایران لڑائی سے نیو ورلڈ آرڈر کو فائدہ پہنچے گا لہٰذا ہمیں اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جواب دہی کس کے سامنے؟

پچھلے دنوں روزنامہ جنگ کراچی میں ایک وفاقی وزیر کا بیان ان الفاظ میں شائع ہوا:

"اگر ہم نے اپنی معیشت کو درست نہ کیا تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی"۔

یہ بیان اس حقیقت کا واضح عکاس ہے کہ خدا سے غافل' مادہ پرستانہ دجالی تہذیب کس حد تک ہماری اور بالخصوص ہمارے قائدین کی سوچ اور فکر میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ موجودہ نسلوں کو' ان آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے جواب دہی سے ڈرایا جا رہا ہے جن کے سامنے یہ جواب دینے والے موجود ہی نہیں ہوں گے۔ کبھی دھمکی دی جاتی ہے کہ اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو مستقبل کا مورخ تمہارا ذکر اچھے لفظوں میں نہیں کرے گا۔ افسوس! ان وہمی اور خیالی دھمکیوں کے ذریعہ امید باندھی جا رہی ہے کہ اخلاقی بدکاروں کو اصلاح عمل پر آمادہ کر لیا جائے گا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ان بدکاروں کو اس دن کے احتساب سے ڈرایا جائے جس روز کہ وہ اپنے خالق و مالک اور اپنے پالنے والے رب کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ایک ایک عمل کا جواب دینے پر مجبور ہوں گے۔ اس روز کا نقشہ سورۂ عبس کی آخری آیات میں اس طرح کھینچا گیا کہ:

"جب وہ (قیامت کے زلزلہ کی آواز) آئے گی کانوں کو پھوڑنے والی' اس روز انسان دور بھاگے گا اپنے بھائی' ماں' باپ' بیوی اور بیٹے سے۔ اس روز ہر ایک کو اپنی ہی فکر دامن گیر ہوگی۔ کچھ چہرے اس روز روشن ہوں گے خوش و خرم ہنستے ہوئے اور کچھ چہرے اس روز گرد آلود ہوں گے' ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ کافر اور نافرمان ہیں"۔

تحریر: نوید احمد
استاد قرآن اکیڈمی کامرس کالج کراچی

جس پاکستان کا خواب علامہ اقبال اور قائد اعظم نے دیکھا تھا وہ ابھی تک معرض وجود میں نہیں آیا !

کیا سقوط مشرقی پاکستان کے بعد "سندھو دیش" کی آزادی کا خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہو جائے گا؟

پاکستان کی "گولڈن جوبلی" کے حوالے سے "گیاہ ضعیف" کی ذاتی احساسات و تاثرات پر مبنی ایک فکر انگیز تحریر

آج کل وطن عزیز میں قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی کی تقریبات زور شور سے جاری ہیں۔ یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان کے قیام کے پچاس سال مکمل ہو رہے ہیں، لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ کیا بابائے قوم محمد علی جناح کی قیادت میں تحریک پاکستان کے نتیجے میں جو ملک قائم ہوا تھا وہ اپنی اصلی جغرافیائی حالت میں موجود ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس پاکستان کا خواب شاعر مشرق علامہ اقبال نے دیکھا تھا' جو برصغیر ہند کے مسلمانوں کی آرزو کی صورت اختیار کر گیا تھا کیا ۱۹۴۷ء میں قائم ہونے والے پاکستان کو آج اس خواب کی تعبیر یا اس آرزو کی تکمیل کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس معاملے پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ تک پہنچیں کہ موجودہ پاکستان کسی بھی اعتبار سے وہ پاکستان نہیں ہے جس کا خواب دیکھا گیا تھا تو اس کی گولڈن جوبلی کا جشن منانا چہ معنی دارد؟ پھر تو پاکستان پر یہ شعر صادق آتا ہے کہ ؎

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
کہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

اس ملک کو حقیقی پاکستان تو اس وقت کہا جائے گا جب علامہ اقبال کے بقول اس مملکت کے ذریعہ عرب امپیریلزم کے دور میں اسلامی تعلیمات کے رخ روشن پر جو پردے پڑ گئے تھے' وہ ہٹا دیئے جائیں' یا بقول بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے اسلام کے اصول حریت واخوت و مساوات پر مبنی اسلامی مملکت کا ایک ماڈل دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اس وقت تو صورتحال یہ ہے کہ قائد اعظم کی قیادت میں حاصل شدہ پاکستان تو اپنے قیام کے سلور جوبلی سے قبل ہی دولخت ہو چکا اور اب اس پاکستان کا مشرقی بازو مشرقی پاکستان نہیں بنگلہ دیش کہلاتا ہے۔ اب تو جو پاکستان رہ گیا ہے اسے ذوالفقار علی بھٹو نے نئے پاکستان کا نام دیا تھا تاکہ وہ اپنے خود ساختہ لقب قائد عوام کو سند جواز بخش سکے' یعنی قائد اعظم کا پاکستان اور اس کے بعد قائد عوام کا نیا پاکستان! اور یہ نیا پاکستان کیوں نہ کہلاتا جبکہ یہ قائد اعظم کے پاکستان کی قربانی کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا اور قائد اعظم کے پاکستان کو قربان کرنے والوں میں آئندہ کا مورخ ذوالفقار علی بھٹو کا نام بھی نمایاں انداز میں درج کرے گا۔ وہ تو خیر ہوئی کہ بنگو بندھو شیخ مجیب الرحمٰن نے اقوام متحدہ میں یہ دعویٰ دائر نہیں کیا کہ اصل پاکستان تو یہ ہے۔ پاکستان والوں کو کہا جائے کہ اپنے لئے کوئی نیا نام تلاش کرلیں۔ بہرحال پاکستان جیسا کچھ بھی ہے اس کی گولڈن جوبلی کے موقع پر اخبارات میں شائع شدہ یہ خبر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

"حیدر آباد (نمائندہ جسارت) جئے سندھ انقلابی پارٹی کے نام پر رکھی گئی علیحدگی پسند قوم پرست تنظیم کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ جس کا مقصد جی ایم سید کی فکری اساس پر مبنی سندھو دیش کا قیام ہو گا۔ اس بات کا اعلان حیدر آباد پریس کلب میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں کیا گیا۔ پریس کانفرنس میں جئے سندھ انقلابی پارٹی کے مرکزی آرگنائزر نواز خاں اور ڈپٹی آرگنائزر عبدالمالک ستو کے علاوہ آرگنائزنگ کمیٹی کے دیگر ارکان شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کے تمام مسائل کا سبب سندھ کی غلامی ہے۔ پنجاب سامراج نے اپنے تسلط سے سندھی قوم کو سیاسی' سماجی' اقتصادی' فکری اور علمی لحاظ سے زوال پذیر کر دیا ہے۔ سندھ کے سیاسی اقتدار اور اقتصادی وسائل پر بھی پنجاب کا قبضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کوئی مذہبی ملک نہیں بلکہ ایک غیر فطری' آمریت پسند' جمہوریت و عوام دشمن اور غیر مہذب فوجی ریاست ہے۔ جہاں اقتدار کا سرچشمہ فوج اور بیورو کریسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے مسئلے کو آزادی کے ساتھ مشروط کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہیں بھی اپنا موقف واضح کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دو سال کے اندر اندر مکمل انقلابی پارٹی کا روپ دھار لیں گے جس کے بعد سندھو دیش کی آزادی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے گا۔"

ہو سکتا ہے کہ ہم پنجاب کے خلاف نفرت کے اس اظہار کو یہ کہہ کر نظرانداز کر دیں کہ پنجاب اور پنجابیوں کے خلاف باتیں کرنا اب سیاسی فیشن میں شامل ہو چکا ہے جس کا مقصد اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل ہے' اور ممکن ہے کہ اس بات میں جزوی صداقت بھی ہو' تاہم اسے اتنی آسانی سے نظرانداز کر دینا بھی مناسب نہیں۔ پنجاب کے خلاف یہ آواز کوئی نئی نہیں بلکہ یہ اس آواز کی صدائے باز گشت ہے جو مشرقی پاکستان میں آرمی ایکشن کے دوران بلند ہوئی تھی۔ آج یہ صدائے بازگشت کراچی کے ایم کیو ایم زدہ نوجوانوں کے لبوں پر بھی سنائی دیتی ہے۔ گو کہ ان کے قائد میں اتنی جرات نہیں کہ وہ مہاجر حقوق کے مسئلہ کے حل کے لئے کراچی صوبہ کی آواز بھی بلند کر سکے' بلکہ ان کے قائد کی جانب سے ہر ہفتہ عشرہ کے بعد یہ بیان شائع ہوتا ہے جس میں پاکستانی فوج سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مہاجروں کو گلے لگالیں کیونکہ وہ فوج کے خلاف نہیں۔ اس معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ سندھ کے ان علیحدگی پسندوں نے کسی منافقت سے کام لئے بغیر جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا ہے یہ ایک الگ ایشو ہے کہ ایک نظریاتی مملکت اس قسم کے بیانات جاری کرنے کی اجازت دے سکتی ہے یا نہیں لیکن یہ تو اس وقت ممکن تھا جب پاکستان ایک حقیقی نظریاتی ریاست کی حیثیت اختیار کر چکا ہوتا۔

اس خبر پر اگر وہی رویہ اختیار کیا جائے جو ۱۹۷۱ء میں جبکہ ڈھاکہ میں حکومت پاکستان کے اقتدار کا سورج دریائے گنگا میں ڈوب رہا تھا اور ہمارے صحافی حضرات کو

اس موقع پر بھی وہاں محبت کا زمزمہ بہتاد کھائی دے رہا تھا تو اندیشہ ہے کہ جلد یا بدیر پاکستان کے اس حصہ میں خاکم بدہن تاریخ اپنے آپ کو دہرانے پر مجبور ہو جائے۔ ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ کیا وجہ ہے کہ بنگالی قوم نے سب سے پہلے پاکستان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ حالانکہ یہ وہی قوم تھی جس کے سب سے زیادہ ووٹ پاکستان کے حق میں پڑے تھے۔ خواجہ ناظم الدین سے لے کر شیخ مجیب الرحمٰن تک جس طرح عوامی مینڈیٹ کی توہین و تذلیل کی گئی وہ پاکستان کی تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ جب گھر کے بڑے بھائی کو اس کے حق سے محروم کر دیا جائے تو خاندان کا شیرازہ منتشر ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے قیام میں دوسرے نمبر پر اہم رول ادا کرنے والے ہمارے سندھی بھائی ہیں۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد ہمارا فرض تھا کہ ماضی سے سبق حاصل کرتے اور آئندہ محتاط رویہ اختیار کرتے۔

لیکن ہم وہ ہیں جن پر علامہ اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہماری روش میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ جس مشکوک انداز میں معاملہ کیا گیا اس پر نہ صرف سندھی حضرات بلکہ قوم کی ایک معتدبہ تعداد مطمئن نہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اس کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر جو سقوط ڈھاکہ کے اسباب و عوامل کی تحقیقات کے لئے قائم کیا گیا تھا' اس حادثہ عظیم میں ملوث افراد پر کسی عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا اور جو لوگ مجرم پائے جاتے انہیں بر سرعام کیفر کردار کو پہنچایا جاتا۔ لیکن اس رپورٹ کو آج تک شائع کرنے کی بھی کسی حکومت نے ضرورت محسوس نہیں کی۔ ممکن ہے کہ دیگر پردہ نشینوں کے تحفظ کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بہرحال پیپلز پارٹی کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ فیڈریشن کی علامت بن گئی تھی جس کے نتیجہ میں سندھ میں علیحدگی پسندوں کو عوامی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی لیکن سابقہ الیکشن میں جس طرح اس پارٹی کو سیاست سے نکال باہر کیا گیا ہے اس کے نتیجہ میں ان علیحدگی پسند قوم پرستوں کی بن آئی ہے اور وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

قیام پاکستان کے موقع پر سب سے زیادہ جانی' مالی اور عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں نے جن کے ووٹوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا' کسی قوم پرستی کی جانب قدم نہیں اٹھایا بلکہ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ دفاع وطن میں افواج پاکستان کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے انہوں نے مشرقی پاکستان میں جو کردار ادا کیا اس پر وہ آج بھی فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا۔ آج بھی ڈھائی لاکھ افراد بنگلہ دیش میں محصور ہیں جنہیں بنگلہ دیش اپنی شہرت دینے کے لئے بھی آمادہ ہے لیکن پاکستان سے وفادار ان لوگوں نے آج تک یہ پیشکش قبول نہیں کی۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ ملک سے وفاداری کا صلہ انہیں یہ ملا ہے کہ پاکستان کی حکومت خواہ سیاسی ہو یا فوجی انہیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ملک کے اس حصہ میں ایوب خان کے زمانہ سے لے کر آج تک جس طرح اس طبقے کا استحصال کیا گیا اس کے نتیجہ میں ان کے نوجوانوں نے اپنے بزرگوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنے آپ کو قوم پرستوں کی صف میں شامل کر لیا ہے۔ آج اس طبقے کی ایک عظیم اکثریت یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ شاید انہوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دے کر غلطی کی تھی۔

اس سارے تجزیئے سے ہم جس نتیجے پر پہنچتے ہیں وہ یہ ہے کہ قومیں خراب نہیں ہوا کرتیں بلکہ ان کی قیادت ان کی گمراہی کا سبب بن جایا کرتی ہے اور قیادت خواہ بنگال کی ہو یا سندھ کی' سرحد کی ہو یا پنجاب کی یا بلوچستان کی سب کی روش ایک جیسی ہوتی ہے۔ یہ ایک الگ ہی کلاس ہوتی ہے جس کا مقصد اپنے اقتدار کی گرفت کو مضبوط کرنا اور اسے طویل سے طویل تر بنانا ہوتا ہے۔ جس آمریت کا رونا رویا جاتا ہے اس سے تعاون کرنے والے ان رونا رونے والوں کے اپنے صوبہ سے ہوتے ہیں۔ خواہ وہ بنگال اور پنجاب کے چودھری ہوں' سندھ کے وڈیرے ہوں' بلوچستان کے سردار ہوں یا سرحد کے خوانین۔ ان میں کوئی بڑا فرق و امتیاز نہیں۔ اس کا صرف ایک علاج ہے کہ اگر آپ نے جمہوریت کا راستہ اختیار کیا ہے تو عوام کے مینڈیٹ کا احترام کیجئے۔ اندیشہ ہائے دور دراز کے تحت ان کے مینڈیٹ کی توہین نہ کیجئے۔ کوئی اگر اپنے مینڈیٹ کا غلط استعمال کرے گا تو عوام ان سے خود نمٹ لیں گے۔ بنگال میں آرمی ایکشن' بلوچستان میں بمباری اور کراچی اور حیدر آباد میں آرمی آپریشن کر کے آپ نے دیکھ لیا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اور اگر آپ جمہوریت کے اصولوں پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے تو پھر اصل علاج کی طرف پلٹئے۔ اور وہ ہے قیام پاکستان کے مقاصد کا حصول یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعرے کی تکمیل۔ اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو قیام پاکستان کے موقع پر ایک موقع دیا تھا کہ وطن عزیز میں اسلامی نظام قائم کر کے علامہ اقبال کے خواب اور قائد اعظم کے عزائم کی تکمیل کرتی۔ اس وقت اس نے وہ موقع کھو دیا۔ آج اللہ تعالیٰ نے پھر اسی مسلم لیگ کو اس کا ایک اور موقع عطا کیا ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے مینڈیٹ کو اس مقصد کے لئے بلا تاخیر استعمال کرے۔ اللہ نہ کرے کہ یہ اس کی جانب سے ہمارے لئے آخری مہلت ہو۔ جمہوری نظام کو اس کی روح کے مطابق نہ چلا کر گزشتہ نصف صدی کا بیشتر حصہ ہم نے مارشل لاؤں کی نذر کر دیا۔ آمریت کے انہی ادوار کو بنیاد بنا کر لوگوں کو پنجاب اور پنجابیوں کے خلاف اکسایا گیا اور آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ کیونکہ فوج کی عظیم اکثریت کا تعلق پنجاب سے ہے لہٰذا مارشل لاء کا مطلب پنجاب کا اقتدار لیا جاتا ہے۔ اگر ہم نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو اندیشہ ہے کہ آئندہ بھی فوج کی حکمرانی کا سلسلہ برقرار رہے گا' خواہ براہ راست ہو یا پس پردہ۔ اس سے قوم پرستی کو فروغ حاصل ہو گا اور اسلام دشمن قوتوں کے اس ایجنڈے کی تکمیل ہوتی رہے گی کہ پاکستان کو ٹکڑوں میں بانٹ کر ختم کر دے تاکہ ان کے عزائم کی راہ میں یہ سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے۔ اللہ ہمیں اس روز بد سے بچائے۔ آمین

قرآن اکیڈمی کامرس کالج (رجسٹرڈ) کراچی

کامرس سال اول' دوم' سوم اور آرٹس سال اول میں

داخلے جاری ہیں

اہم خصوصیات :

- قابل اور تجربہ کار اساتذہ
- ہوسٹل کی سہولت
- تجوید کے قواعد کی تعلیم
- تعطیلات میں انٹرن شپ کا انتظام
- کمپیوٹر کی تعلیم کا انتظام
- قرآن حکیم کے منتخب مقامات کی تدریس
- سیاسی سرگرمیوں سے پاک سنجیدہ تعلیمی ماحول
- نصابی تعلیم کے ساتھ عربی گرامر کی تدریس

زیر اہتمام

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی (رجسٹرڈ)

قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں' فیز VI ڈیفنس' فون : 5854036-5855219 فیکس : 5840009

اصغر علی گھرال اسلام کے سیاسی نظام کے بارے میں خود کئی مغالطوں کا شکار ہیں

مولانا مودودیؒ ہوں یا ڈاکٹر اسرار احمد کوئی بھی پاکستان کو "تھیاکریسی" کی آماجگاہ بنانے کا خواہاں نہیں ہے

ایک فوجی ڈکٹیٹر کے نافذ کردہ غیر اسلامی عائلی قوانین کی "وکالت" باعث حیرت ہی نہیں' ناقابل فہم بھی ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار و خیالات پر اصغر علی گھرال کے مغالطہ آمیز تبصرے کا تعاقب۔ از: نعیم اختر عدنان

اسلام کے انقلابی تصورات کے علمبردار' معروف اور نیک نام مذہبی سکالر ڈاکٹر اسرار احمد کے مثالی اسلامی ریاست کے ضمن میں خیالات و افکار پر اصغر علی گھرال صاحب کے تبصرہ "ڈاکٹر اسرار احمد کس مغالطے میں ہیں" نظر سے گزرا۔ جسے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ محترم کالم نویس اسلام کے سیاسی نظام کے بارے میں خود کئی مغالطوں کا شکار ہیں' ذیل کی سطور ان کے اسی مغالطہ کو رفع کرنے کے لئے سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔

گھرال صاحب پاکستان کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی اسلامی مملکت کو تسلیم کرنے کی بجائے اسے محض ایک ماڈرن جمہوری ریاست قرار دیتے ہیں۔ جہاں شہریوں کے حقوق مذہبی عقائد سے متعین نہیں ہوں گے۔ گھرال صاحب! آپ یقیناً اس حقیقت سے باخبر ہوں گے کہ ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کا قیام دو قومی نظریئے کا مرہون منت ہے لیکن آپ جیسے دانشور آج بھی مغرب کی وطنی قومیت کے تصور کا راگ الاپ رہے ہیں' جسے حکیم الامت شاعر مشرق اور مفکر پاکستان علامہ اقبال نے آج سے پوری صدی قبل اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

اس دور میں مے اور ہے' جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روش لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے' وہ مذہب کا کفن ہے

آگے فرمایا ؎

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے' تو مصطفوی ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

علامہ اقبال نے وطنی قومیت کے مغربی تصور کی نفی کرتے ہوئے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

نوائے وقت جیسے موقر قومی اخبار کے باخبر قارئین یقیناً اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر وطنی قومیت کے رائج الوقت مغرب کے سیاسی نظام ہی کو درست تسلیم کر لیا جاتا تو نہ ہندوستان کی تقسیم عمل میں آتی اور نہ پاکستان معرض وجود میں آتا۔ قیام پاکستان کو قائم ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ملک کی دستور ساز اسمبلی نے انسانی حاکمیت کے تصور کو رد کر کے ملکی سطح پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کرتے ہوئے قرارداد مقاصد منظور کی۔ اس قرارداد کے الفاظ سے پاکستان کے اسلامی تشخص کے بنیادی اور رہنما خطوط کا تعین ہو جاتا ہے' قرارداد مقاصد کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

"اور چونکہ کل کائنات پر حاکمیت کا مالک صرف اللہ ہے جو قادر مطلق ہے اور پاکستان کے عوام کو جو اختیارات حاصل ہیں وہ ایک مقدس امانت ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معین کردہ حدود کے اندر اندر ہی استعمال ہو سکتے ہیں —— اور چونکہ پاکستان کے عوام کا مصمم عزم ہے کہ وہ ایک ایسا نظام قائم کریں جس میں ریاست اپنے اختیارات اور اقتدار کا استعمال عوام کے نمائندوں کو ذریعے کرے گی' جس میں جمہوریت' مساوات' رواداری اور عدل اجتماعی کے ان اصولوں کی پوری پابندی کی جائے گی جو اسلام نے متعین کئے ہیں۔"

۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد مقاصد پاکستان کے ہر دستور کے دیباچے کا حصہ رہی جسے صدر ضیاء الحق نے ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ طور پر ملک کے آئین کا لازمی جزو بنا دیا تھا۔ اب اگر اس حقیقت واقعہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ پاکستان کا قیام محض ایک "قومی ریاست" کے طور پر نہیں بلکہ مثالی اسلامی ریاست کے قیام کے لئے عمل میں آیا تھا تو پھر ڈاکٹر اسرار احمد کی جانب سے نظام خلافت کے حوالے سے پیش کردہ تصورات سے قطعاً کوئی مغالطہ لاحق نہیں ہوتا۔ بصورت دیگر پاکستان کی نظریاتی بنیاد اور اسلامی تشخص سے انکار کر دیا جائے (جیسا کہ گھرال صاحب کے نقطہ نظر سے ظاہر ہو رہا ہے) تو پھر لازماً بیان کردہ "مغالطے" ذہنوں میں جنم لیں گے۔ مثالی اسلامی ریاست سے انکار صرف اور صرف دو قومی نظریئے سے انکار و انحراف کر کے ممکن ہو سکتا ہے۔ مولانا مودودیؒ ہوں یا ڈاکٹر اسرار احمد جیسے روشن ضمیر اور عصر حاضر کے تقاضوں سے باخبر مفکر اسلام کوئی بھی پاکستان کو "تھیاکریسی" کی آماجگاہ بنانے کا خواہاں نہیں ہے (سیمینار کی اخباری رپورٹنگ میں یہ بات سہواً ڈاکٹر صاحب کی طرف منسوب کی گئی ہے کہ وہ تھیاکریسی کے حق میں ہیں) مگر مملکت خداداد کے قیام کا مقصد اصلی پورا کرنے کے لئے اسے جدید اسلامی ریاست بنانا ہم سب کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اسی نصب العین سے انحراف کی وجہ سے پاکستان کا سیاسی نظام "منافقت" کا پلندہ بنا ہوا ہے جس کی وکالت گھرال صاحب اور ان کے ہم مشرب دانشور اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد تو صرف یہ چاہتے ہیں دستور میں موجود غیر اسلامی دفعات کی تطہیر کے ذریعے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے دیا جائے تو کم از کم دستوری سطح پر اسلامی ریاست کی تشکیل کا مطلوبہ تقاضا پورا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ یہ امر واقعہ ہے کہ دستور پاکستان میں جہاں ایک طرف قرارداد مقاصد اس کے مستقل جز کے طور پر شامل ہے وہاں اس کے ساتھ ہی بعض ایسی دفعات بھی دستور کا حصہ ہیں جو قرارداد مقاصد سے واضح طور پر متصادم ہیں۔ دستور کو اسی منافقت سے پاک کرنے کی بات محترم ڈاکٹر صاحب نے کی

ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی گھرال صاحب کے اس خیال سے کامل اتفاق رکھتے ہیں کہ "قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر مملکت پاکستان کے جملہ اختیارات حکمرانی صرف عوام کے منتخب نمائندوں (یعنی پارلیمنٹ) کے ذریعے ہی استعمال کئے جائیں گے' البتہ اتنا ضرور ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی کہتے ہیں کہ جدید سیاسی نظام میں دستور کی حفاظت کا کام عدلیہ ہی کی ذمہ داری ہے لہٰذا قانون سازی کا حق تو لازماً پارلیمنٹ ہی کے پاس رہنا چاہئے لیکن اگر پارلیمنٹ کی طرف سے منظور کردہ کسی قانون کے ذریعے قرآن و سنت کی مقررہ حدود سے تجاوز کی صورتحال پیدا ہو جائے تو فیصلہ کا آخری ادارہ عدلیہ ہوگی نہ کہ پارلیمنٹ کے ارکان یا علماء کا کوئی بورڈ۔ ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز پر عمل کرنے سے تو کسی قسم کی "تھیاکریسی" یا ملائیت کے تسلط کا قطعاً کوئی خطرہ نہیں ہے جس سے گھرال صاحب کو بلاوجہ خوف لاحق ہو رہا ہے۔

گھرال صاحب کو ایوب خان کے نافذ کردہ غیر اسلامی عائلی قوانین کے خلاف ڈاکٹر اسرار احمد کی جرات رندانہ بھی پسند نہیں آئی۔ قرارداد مقاصد میں بیان کردہ جمہور کے حق حکمرانی کو "فیصلہ کن" تسلیم کرنے کے بعد بھی گھرال صاحب کی جانب سے ایک فوجی ڈکٹیٹر کی طرف سے نافذ کردہ عائلی قوانین کی "وکالت" باعث حیرت ہی نہیں' ناقابل فہم بھی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ گھرال صاحب کو اسلام کا معاشرتی نظام بھی پسند نہیں' جس میں عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے "ستر و حجاب" کے احکام دیئے گئے ہیں اسی لئے تو انہوں نے ستر و حجاب کے احکامات کا مذاق اڑانے کے "جہازی برقعوں" کی اصطلاح استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ گھرال صاحب آپ کو باپردہ مسلمان خاتون کی بجائے "بے حجاب" اور بے لگام مغربی عورت کا وکیل بننے کی کیا ضرورت ہے؟ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلوانا چاہتے ہیں مگر اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے اس طرز عمل پر حکیم الامت اور مصور پاکستان علامہ اقبال نے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا تھا

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کہ شرمائیں یہود

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ موجودہ حالات میں عادلانہ نظام قائم نہیں ہو سکتا (وزیر اعلیٰ پنجاب)
○ پھر تو مسئلے کا حل صرف ایک ہی ہے' یعنی: گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو
☆ نواز شریف کی لوگوں کو دعائیں لگیں اور وہ بہت جلد ہردلعزیز لیڈر بن گئے (کلثوم نواز شریف)
○ جبکہ بے نظیر کو عوام کی بددعائیں کچھ زیادہ ہی لگ گئیں اور وہ پیپلز پارٹی کے لئے "زنجیر" بن گئیں۔
☆ میری حکومت "قلندروں" کے کنٹرول میں تھی (بے نظیر بھٹو)
○ اس لئے تو جیالے یہ نعرہ لگاتے ہیں "دما دم مست قلندر"
☆ اللہ کا شکر ہے پارلیمنٹ کا رکن نہیں ہوں (قاضی حسین احمد)
○ ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس "گندگی" سے ہمیشہ دور ہی رکھے۔
☆ زرداری بدنامی کا باعث بنے' بے نظیر انہیں پارٹی سے نکالیں (حنیف رامے)
○ رامے صاحب! بے نظیر آصف زرداری کی بیوی بھی تو ہیں' پھر ان سے اتنا "اوکھا" مطالبہ کیوں؟
☆ میزائل پروگرام کی خالق میں ہوں (بے نظیر)
○ عبدالقدیر خان ہی اس کا صحیح جواب عنایت فرما سکتے ہیں۔
☆ توہین رسالت کا قانون ختم کریں (امریکہ کا پاکستان سے مطالبہ)
○ "انکل سام جی" آپ کو اس کی کیا تکلیف ہے' ہمیں بھی بتا دیں۔
☆ تبدیلی آنے والی ہے (پیر پگاڑا)
○ پیر جی کوئی ہور گل وی تساں نوں آندی اے
☆ کسان دشمن حکومت صنعت کاروں کے مفادات کا تحفظ کر رہی ہے (بے نظیر)
○ جبکہ ہماری حکومت نے عوام دشمن حکومت کا کردار ادا کر کے جاگیرداروں کو خوب تحفظ دیا تھا۔
☆ پاکستان کو ایشیا کا ٹائیگر بنا دیں گے (نواز شریف)
○ جناب اس سے آپ کو روکا کس نے ہے۔
☆ پارٹی کو دیا جانے والا ۵۰ ہزار ڈالر کا عطیہ امریکی صدر کلنٹن نے جیب میں ڈال لیا (اپوزیشن رکن کا الزام)
○ لگتا ہے پاکستانی سیاستدانوں کا سایہ امریکی صدر پر بھی پڑ گیا ہے۔
☆ اعجاز الحق نے ملک بھر میں ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے دفاتر کھولنے کی ہدایت کر دی (ایک خبر)
○ میاں نواز شریف کو بلیک میل کرنے کا ایک "حربہ"۔
☆ ہمارے پاس الہ دین کا چراغ تو نہیں (وفاقی وزیر تجارت اسحاق ڈار)
○ یہ کہئے کہ چراغ تو ہے مگر اس کا تیل ختم ہو گیا ہے!

بقیہ : تاثرات

ناظم تربیت موصوف نے اپنے شریک کار جناب حافظ محمد اقبال کے تعاون سے نہایت احسن و اقوم طریق سے انجام دیا۔ میری تجویز یہ ہے کہ مخصوص وقفوں کے بعد تذکیر و یاددہانی کی غرض سے کل وقتی یا جز وقتی بنیادوں پر تمام رفقائے تنظیم کو ان تربیت گاہوں سے حسب سہولت استفادہ کرتے رہنا چاہئے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

تنظیم اسلامی نے تربیت کی اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ہر علاقہ اور حلقہ کے رفقاء و احباب کی دہلیز تک اپنا نیٹ ورک شیڈول کر رکھا ہے اور مربیان کا ایک قافلہ متواتر حرکت پذیر ہے جو کہ طول طویل مسافتیں طے کر کے ان تک پہنچ رہا ہے۔ ان مواقع سے بھرپور استفادہ کرنا اور مربیان کی قدر افزائی کرنا تو بہر حال رفقاء اور ذمہ داران حلقہ و تنظیم کا کام ہے ع اللہ کرے "شوق شمولیت" اور زیادہ۔

مگر ہاں ــــ تربیت گاہیں ہرگز مقصود بالذات نہیں' بلکہ ذریعہ ہیں دین و فطرت کی حقیقت و ماہیت کے ادراک کا' اس کے مقتضیات سے آگہی کا' اس کی جانب سے عائد شدہ ذمہ داریوں سے عہدہ براہ ہونے کے ڈھنگ سیکھنے کا' نظم میں پرونے کا اور ــــ غلبہ دین کے لئے تن من دھن لٹانے کے جذبہ خیر سگالی کو اجاگر کرنے' قائم رکھنے' نمو دینے اور بر سلطنت جم زن استعمال کرنے کا۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

مطر التعلیم والتربیه

بیروٹ (مری) میں منعقد ہونے والی تربیت گاہ کی ایک تاثراتی رپورٹ

—— از قلم : حافظ محمد اشرف ' لاہور ——

دین بلاشبہ وہی ہوتا ہے جو غالب و قائم ہو اور غلبہ و تسلط وہی دین حاصل کرتا ہے جو پوری انسانی زندگی کو اس کی تمام سطحوں اور جہتوں سمیت اپنے حیطہ اختیار میں لے آئے اور اسے ایک اکائی گردانتے ہوئے ایک مجموعی دستور العمل کے تابع بنائے بقول شاعر ؎

تو اسے پیمانہ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں' پیہم رواں' ہر دم جواں ہے زندگی

البتہ یہ ایک بین حقیقت ہے کہ جب بھی کسی نظام زندگی پر مغلوبیت کے سائے گہرے اور مہیب ہوتے جاتے ہیں تو وہ جوئے کم آب کی مانند بے ڈھب اور بے سلیقہ نالیوں کی شکل اختیار کرلیتا ہے جس سے نہ تو سیرابی ممکن ہوتی ہے اور نہ ہی شادابی ظاہر و مشہود ہو کر سامنے آتی ہے۔

کچھ اسی طرح کی صورتحال دین فطرت اسلام کو درپیش ہے۔ وہ دین جو بڑی شان سے وطن سے نکلا تھا اور شکوہ فرد و ملت بن کر پورے عالم کو منور کر گیا تھا آج اپنے ہی دیس میں اور اپنے ہی مکینوں کے درمیان غریب الغرباء ہے اور اس کے اطوار و شعار' ہجوم مومنین کے قالب میں ڈھل گئے ہیں اور ظاہریات ہے یہ کئی صدیوں کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔ اس کے ماننے والوں کی ویرانیوں اور محرومیوں کو دیکھ کر لبوں پر وہ مصرع بہرحال مسکانے لگتا ہے کہ ع کھنڈر بتا رہے ہیں عمارت عظیم تھی۔

اس دل فگار و دل پریشان صورتحال کا واحد اور موثر علاج دین کی جز و بندی اور شیرازہ بندی ہے جو کہ دور محکومی کے مال کار میں متعدد و مختلف و متصادم حصوں اور شعبوں میں بٹ کر اپنی اصلی اور حقیقی قدر و مالیت کو کھو بیٹھا ہے۔ اور اسے اختیار کرنے کے دعویدار۔ ﴿فرقوا دینھم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحون ۝﴾ (الروم) کی عملی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ شیرازہ بندی کا یہ جاں گسل کام خود کار نہیں۔ اللہ کی یہ سنت غیر مبدل ہے ﴿ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ (الرعد) بلکہ یہ تو کرنے سے ہوتا ہے بشرطیکہ یہ کرنا گہرے ادراک و آگہی' احساس و شعور' خلوص و للہیت اور عزم و ہمت سے مسلح ہو کر نہایت واضح اور غیر مبہم تصور دین کے ساتھ گہری حکمت اور کامل منصوبہ بندی سے روبہ عمل لایا جائے۔

یہ کام تن تنہا ممکن نہیں بالخصوص آج کے ہنگامہ پرور دور میں ایک متحرک و مخلص شخصیت کے ساتھ ایک منظم و مستحکم جماعت درکار ہے جو کہ یہ فریضہ تکمیل رسالت سر انجام دے اور ایسے افراد کار تیار کرے جو دلوں میں دولت یقین و ایقان اور اعضاء و جوارح میں حرکت و سعی و جہد سجا کر دلوں کو گرما دیں اور روح کو تڑپا دیں۔

بحمد للہ تعالیٰ تنظیم اسلامی پاکستان محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی زیر امارت دینی ورثہ کو محفوظ و مامون کرنے' اس کے وارثین کو قولی اور عملی ہر دو سطحوں پر اس کا امین بنانے اور اس کے نظریہ حریت و اخوت و مساوات' کا ایک بار پھر پورے جہان میں ڈنکا بجانے کے لئے پورے شعور و آگہی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ اس کا منہج اصولی' اسلامی اور انقلابی ہے۔ یہ احقاق حق اور ابطال باطل میں کسی مصلحت کو دخیل نہیں ہونے دیتی۔ یہ دین میں آتا ہے تو پورے آؤ کی نقیب ہے۔ یہ اسلام کی مادی اور روحانی جملہ اقدار کی داعی ہے۔ اور اس کا طریق طریق پیغمبرانہ ہے نہ کہ فرنگیانہ کہ ع جہاں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔

تنظیم اسلامی اس نہایت مشکل لیکن بہرصورت ممکن الوقوع کام کو سرانجام دینے کے لئے فرد سے اپنی سعی و جہد کا آغاز کرتی ہے۔ بقول اقبال ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

دعوت الی اللہ کو دروس و خطابات' مذاکروں اور مباحثوں نیز جلسوں اور جلوسوں وغیرہ کے ذریعے فرد تک پہنچاتی ہے۔ اسے اپنے قریب لاتی ہے اور چو پختہ شوی خود را' کے لئے ایک نہایت بلیغ و عمیق اور مدلل و مبرہن تربیت گاہوں کے سلسلہ سے گزارتی ہے تاکہ اسے مطلوبہ موثر قوت کی مالا میں پرو کر "فیدمغہ فاذا ھو زاھق" کا منشائے ایزدی پورا کر سکے۔

اسی طرح کی ایک تربیت گاہ حال میں موضع بیروٹ میں جون ۱۹۹۷ء کی ۲۲ سے ۲۸ تاریخ تک منعقد ہوئی جس میں شرکاء کی تعداد اوسطاً چالیس نفوس پر مشتمل رہی۔ ۱۷ رفقا شریک رہے جبکہ غالب اکثریت احباب کی رہی۔ یہ حضرات حلقہ ہائے شرقی و شمالی پنجاب' سرحد اور آزاد کشمیر سے تشریف لائے تھے۔ کم و بیش تین چوتھائی تعداد آزاد کشمیر کے علاقہ جات باغ' دھیرکوٹ' سنگولہ' رنگلہ' مظفر آباد وغیرہ سے اٹھ باندھ کمر' کے مصداق خراماں خراماں چلی آئی جو کہ حلقہ آزاد کشمیر ذمہ داران نظم کی محنت شاقہ اور مشقت خاصہ کا بین ثبوت ہے۔ چند مقامی احباب کی بھی جزوی شرکت رہی۔

بیروٹ مری سے ۲۷ کلومیٹر دور مظفر آباد کے متبادل راستے پر واقع ہے۔ انتظامی اعتبار سے یہ صوبہ سرحد کی تحصیل ایبٹ آباد کا نقطہ آغاز ہے۔ اس صوبہ کی وزارت علیا کے منصب پر فائز جناب مہتاب عباسی کا انتخابی حلقہ ہے۔ کم و بیش پانچ ہزار فٹ پر واقع یہ بستی مجموعی طور پر دس ہزار خوش حال اور متمول خاندانوں پر مشتمل ہے۔ جہاں خواندگی کا تناسب ۹۰ فیصد سے اوپر ہے جو کہ ایک طرف عوامی سطح پر تعلیم و تربیت کی افادیت کا پتہ دیتا ہے تو دوسری طرف حکومتی ارباب بست و کشاد کی خصوصی توجہات اور ترقیاتی اقدامات کی گواہی بھی دیتا ہے۔

تربیت گاہ کے شرکاء کی اس قدر کثیر تعداد کے لئے قیام و طعام اور آرام کے انتظامات بجائے خود ایک اہم آزمائش تھی۔ جسے جناب خالد محمود عباسی ناظم حلقہ آزاد کشمیر نے اپنے ہم رکاب اعزہ و اقربا جناب ظراب عباسی اور جناب عبدالقیوم عباسی کی انتھک' بے لوث' ہمہ نوع مادی' اخلاقی خدمات کے توسط سے وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی سے سر کیا۔ ایک اعتبار سے وہ فی الواقع اس حقیقت نفس الامری کے مصداق بنے ؎

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کہستانی

تربیت گاہ کے اس قدر طویل دورانیے کے لئے مواد کی فراہمی' اوقات کی تقسیم' شرکا کی دلچسپی و دل جمعی' ہمہ وقت کامل آمادگی کے ساتھ سماعت ایسے متنوع ابعاد کو طے کرنا کار آسان نہیں بلکہ کار دارد ہیں۔ لیکن ہزاروں رحمتیں اور برکتیں اللہ مقدر کرے جناب رحمت اللہ بٹر کے نصیب میں جو کہ تنظیم اسلامی کی مرکزی سطح پر تعلیم و تربیت کے اہم ترین گوشے کے ناظم ہیں۔ ہمہ وقت تبسم برلب اوست' کی مثالی وصف نے ان کی گوناگوں توانائیوں میں کسی قدر اضافہ کر دیا ہے۔ اسے تو "راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے" کے مصداق شریک سفر ہی محسوس کر سکتا ہے۔ دریا میں پانی کی افراط ہو تو موجیں موجود اور طغیانیاں مشہود ہوتی ہیں۔ خشک پیٹ تو خود پانی کی ایک ایک بوند کو ترستا ہے۔ مواد وافر ہو تو شیڈولنگ کرنا پڑتی ہے اور یہ کام جناب

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کے نئے امیر کا تقرر

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کے امیر جناب زین العابدین نے بعض مصروفیات کی وجہ سے تنظیم کی امارت سے معذرت کی درخواست کی جسے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے منظور فرمالیا۔ نئے امیر کے چناؤ کے لئے ضلع جنوبی کی تنظیم کا ایک خصوصی اجتماع منعقد کیا گیا جس میں امیر حلقہ جناب نسیم الدین صاحب نے رفقاء سے بذریعہ "ووٹ" نئے امیر کے متعلق آراء طلب کیں جنہیں امیر تنظیم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تک پہنچا دیا گیا۔ امیر تنظیم نے امیر حلقہ سے ضروری مشورہ کے بعد جناب عبداللطیف عقیلی صاحب کو جنوبی تنظیم کا نیا امیر مقرر کردیا۔ جناب عقیلی صاحب انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

نئے امیر سے حلف کے لئے 6/ جولائی کو جنوبی تنظیم کا خصوصی اجتماع منعقد کیا گیا۔ سب سے پہلے نئے امیر کے چناؤ کے لئے جو کاوشیں ہوئی تھیں ان پر روشنی ڈالی اور پھر امیر محترم کا نئے امیر کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا۔ راقم نے جناب عبداللطیف عقیلی صاحب سے مقررہ فارم پر درج حلف لیا۔ جناب عقیلی صاحب نے اپنی تنظیم کے نقباء کا اعلان کیا اور تمام نقباء سے مقررہ فارم پر درج حلف لیا۔ آخر میں عقیلی صاحب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرتب : محمد عمران خان، معاون امیر حلقہ سندھ و بلوچستان

اسرہ کمال آباد نمبر1 اور 2 کا دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے ماہانہ تنظیمی اجتماع میں امیر تنظیم اسلامی کینٹ جناب رؤف اکبر صاحب نے نقیب اسرہ کمال آباد نمبر1 اور 2 کے رفقاء کے ساتھ باہمی مشورہ سے طے کیا کہ ماہ جولائی کا ماہانہ دعوتی اجتماع دونوں اسرہ جات مل کر 12/ ربیع الاول کو منعقد کریں۔ چنانچہ 12/ ربیع الاول کو نقیب اسرہ کمال آباد نمبر1 جناب بشیر محمد شاہ کے مکان پر دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔

جناب محمد رفیق نے نبی اکرم ﷺ سے محبت اور اس کے تقاضے کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ صرف 12 ربیع الاول کو خوشی منالینے ہی سے ایک مسلمان اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوجاتا بلکہ خوشی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کام کے لئے عملی جدوجہد کی جائے، جس کے لئے نبی اکرم ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلمان بحیثیت امت عملی جدوجہد کے لئے تیار نہیں حالانکہ ہم ایک کافرانہ نظام زندگی کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ اجتماعی نظام کو اسلامی بنائے بغیر ایک مسلمان بندگی کا حق ادا کرہی نہیں سکتا۔ آج ہم فحاشی، عریانی اور سود جیسے مکروہ نظام میں جکڑے ہوئے ہیں چنانچہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلامی انقلاب کے لئے اپنا تن من دھن لگائیں۔ ایسی جدوجہد ہی سے نبی آخرالزمان ﷺ سے محبت کا حق ادا ہو سکے گا۔

رپورٹ : اشتیاق حسین، نقیب اسرہ کمال آباد نمبر2

رفیق تنظیم ڈاکٹر محمد رمضان کی رحیم یار خان جیل میں وفات

ڈاکٹر محمد رمضان مرحوم حافظ قرآن تھے اور درس نظامی سے بھی فارغ التحصیل تھے۔ موصوف تحصیل جلال پور پیر والہ سپاہ صحابہؓ کے سابق صدر رہے۔ گزشتہ سال تنظیمی دعوت سے متعارف ہو کر تنظیم اسلامی میں شامل ہوگئے تھے اور مستعدی سے پروگراموں میں حصہ لیتے اور تعاون فرماتے تھے۔ سابقہ تعلق کی بنا پر حالیہ دہشت گردی کی لہر کے زیر اثر حکومت کی اندھادھند گرفتاریوں کی زد میں آگئے اور شدید گرمی کے موسم میں رحیم یار خان جیل سے ہسپتال لے جاتے ہوئے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را"۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

ننکانہ صاحب میں سہ روزہ دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حلقہ گوجرانوالہ سے 8 رفقاء پر مشتمل قافلہ ناظم حلقہ جناب شاہد اسلم صاحب کی زیر قیادت 9 بجے صبح ننکانہ صاحب روانہ ہوا۔ راستے میں تلکے عالی سے جناب محمد ارشد انصاری بھی اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ یوں ٹھیک 12 بجے دن ننکانہ صاحب پہنچے۔ جہاں عبدالمتین مجاہد نے مقامی معاونین تحریک خلافت کی مدد سے پہلے ہی سے دعوتی پروگرام ترتیب دے رکھا تھا۔ نماز ظہر اور کھانے سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ سوا چار بجے نماز عصر کے بعد سورۃ العصر کی روشنی میں مطالعہ لٹریچر ہوا۔ عصر اور عشاء کے دوران تفہیم دین کے سلسلہ میں ننکانہ صاحب کی ایک معروف شخصیت جناب چودھری مسعود احمد کی رہائش گاہ پر پروگرام ہوا۔ جہاں محمد ارشد انصاری نے فرائض دینی کا جامع تصور اور محمد اشرف ڈھلوں نے جہاد کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ بعد نماز مغرب جناب شاہد اسلم نے منہج انقلاب نبوی کے چھ مراحل نہایت مختصر وقت میں بڑی خوش اسلوبی سے بیان فرمائے۔ آخر میں جناب شمس العارفین نے "موجودہ بین الاقوامی حالات اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پروگرام کے اختتام پر ایک مقامی عالم دین نے دعا فرمائی اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جناب مسعود احمد صاحب نے رات کے کھانے کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی لگن کو قبول فرمائے۔

14/ جولائی کا دن رفقاء کی فکری تربیت کے لئے مخصوص تھا۔ نماز فجر کے بعد تجوید اور مسنون دعاؤں کا ذکر کیا گیا۔ 6 بجے صبح مقامی معاونین تحریک خلافت سے جناب شاہد اسلم نے خطاب کرتے ہوئے ان کو دینی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ ناشتے کے بعد رفقاء کی تربیتی کلاس جاری رہی اور مطالعہ لٹریچر کیا گیا۔ محمد ندیم معاون تحریک خلافت نے ننکانہ صاحب کی تاریخی شخصیت گورونانک کی جائے پیدائش اور گوردوارہ کا سیاحتی دورہ بھی کروایا۔ 11 بجے دن جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں جناب شمس العارفین نے خواتین سے "خواتین کی دینی ذمہ داریاں" کے حوالے سے خطاب کیا۔ اس اجتماع میں تقریباً 15 خواتین نے شرکت کی۔

بعد نماز عصر "شیعہ سنی مفاہمت" کتابچے کا مطالعہ کیا گیا۔ مغرب کے بعد "اچی مسجد" میں جناب شاہد اسلم صاحب نے درس قرآن دیا۔ جامع مسجد قاسمی میں جناب محمد اشرف ڈھلوں کا درس قرآن ہوا۔ وہاں کے نمازی حضرات نے اگست میں دوبارہ درس کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسی دوران ایک معروف زمیندار سے جناب شمس العارفین نے خصوصی ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء قافلہ شیخوپورہ روانہ ہوگیا۔ رات شیخوپورہ ہی میں قیام کیا گیا ہوا۔ 15/ جولائی کو تین مختلف مساجد میں بعد نماز فجر دروس قرآن ہوئے۔ 10 بجے تک مطالعہ لٹریچر اور دوسرا تربیتی پروگرام جاری رہا۔ 10 بجے سے 11 بجے تک "تکمیل دستور خلافت مہم" کے سلسلہ میں مختلف بازاروں میں پوسٹ کارڈز اور دعوتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

رپورٹ : محمد رفیق راشدی

تنظیم اسلامی اسرہ ایبٹ آباد کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

13/ جون بروز جمعہ بعد از نماز عصر تا عشاء رفیق تنظیم عبدالحفیظ صاحب کے گھر راقم نے نماز عصر کے بعد پروگرام کا آغاز کیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حدیث بیان کی گئی۔ بعد ازاں فرائض دینی کا جامع تصور واضح کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد راقم نے سورہ حم السجدہ کی آیات کا درس دیا۔ دوسری نشست میں 'فرائض دینی کے جامع تصور' کا دوسرا حصہ یعنی

دعوت و تبلیغ اور شہادت علی الناس پر گفتگو ہوئی۔ بعد نماز عشاء تیسری نشست میں اقامت دین کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ اس دوران رفقاء سے احتسابی رپورٹ، ماہ جولائی کے جلسہ عام' اعانتوں' خطاب جمعہ وغیرہ پر گفتگو ہوئی۔

27/ جون بروز جمعہ صبح گیارہ بجے تنظیم کے دفتر منڈیاں ایبٹ آباد میں تنظیمی اجتماع منعقد ہوا۔ سابقہ ماہ کے دعوتی و تربیتی اجتماعات کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی اور اسرہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ اس ماہ تین دعوتی اور ایک تربیتی اجتماع منعقد کیا گیا۔

7/ جولائی کو سمال انڈسٹری سٹیٹ کی جامع مسجد میں بعد نماز عصر درس قرآن منعقد ہوا۔ 8/ جولائی کو نماز عصر اور عشاء کے مابین دعوتی پروگرام علاقہ کی دو مختلف مساجد میں منعقد ہوئے۔ پہلا دعوتی اجتماع بعد نماز عصر ناڑی روڈ کی جامع مسجد میں منعقد ہوا جب کہ بعد نماز مغرب حسن دین صاحب کی فرمائش پر ڈھیریاں میں درس قرآن کا پروگرام ہوا۔ تھانہ منڈیاں میرپور کے انچارج کے نام خط تحریر کیا گیا اور انہیں ویڈیو سینٹرز اور بلیرڈ کلبوں کے ذریعے نوجوانوں کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے کے مذموم دھندے کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کہا گیا۔

رپورٹ : ذوالفقار علی، نقیب اسرہ ایبٹ آباد

فیروز والا میں لاہور غربی کا تربیتی و دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام ۲۰ جولائی بروز اتوار ایک تربیتی پروگرام فرقان گرلز ہائی سکول پیپلز کالونی فیروز والا میں منعقد ہوا۔ پروگرام پورے دن پر محیط تھا۔ لاہور غربی کے امیر جناب ڈاکٹر سید اقبال حسین کی معیت میں رفقائے تنظیم صبح چھ بجے سے رات ۹ بجے تک متذکرہ بالا جگہ میں قیام پذیر رہے اور طے شدہ پروگرام کے تحت نہایت ہی احسن طریقے سے راہنمائی کرتے رہے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ رفیق محترم جناب افتخار احمد نے تلاوت قرآن مجید کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں امیر محترم کے حکم پر راقم کو تنظیم اسلامی مبتدی تربیت گاہ attend کرنے کے بعد تاثرات بیان کرنے کو کہا۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق "فکر آخرت" کے موضوع پر رحمت اللہ بٹر صاحب کا خطاب بذریعہ ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا جسے رفقاء نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ مرزا ندیم بیگ نے نہایت ہی جامع اور مدلل انداز میں "فرائض دینی کا جامع تصور" کے عنوان پر ایک پر مغز لیکچر دیا۔ حاضرین تربیت گاہ نے نہ صرف اسے سراہا بلکہ اس حقیقت کا بھی اعتراف کیا کہ واقعتاً دین ہم سے جن فرائض کی ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے ان سے ہم ابھی کافی دور ہیں۔ مرزا ندیم بیگ نے فرائض دینی کو جس انداز میں بیان کیا وہ انداز قابل ستائش تھا۔ اس کے بعد لاہور غربی کے امیر ڈاکٹر اقبال صاحب نے اسی بحث کو sumup کرتے ہوئے ایک اچھا conclusion دیا۔ ان پر مغز لیکچرز کے بعد کھانے اور نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ ہوا۔

نماز ظہر کے بعد پروگرام کے مطابق مجاہد تنظیم اسلامی نعیم اختر عدنان جو کہ ہمیشہ دو ٹوک بات کرتے ہیں' نے نہایت ہی جامع انداز میں جہاد اور اس کی اصل حقیقت اور تنظیم اسلامی کے نزدیک جہاد و قتال کے فرق و امتیاز پر ایک عالمانہ لیکچر مجاہدانہ انداز میں دیا۔ ببانگ دہل' یعنی "فاصدع بما تومر" کے مصداق نعیم اختر عدنان نے جہاد اور قتال اور ان کا مختلف جماعتوں میں عدم وجود واشگاف اور پر مغز انداز میں واضح کیا۔ یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہا۔ اسی دوران لاہور غربی کے امیر ڈاکٹر اقبال صاحب نے انسانی سیرت اور شخصیت کو انسانیت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اقتباسات کا انتخاب کیا جو واقعتاً تعمیر سیرت میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ عصر سے مغرب تک کا وقت گشت کے لئے مخصوص تھا لیکن ابر کرم اپنی جولانیوں کے ساتھ آسمان دنیا پر مسلسل نازل ہو رہا تھا چنانچہ یہ وقت بھی وعظ و نصیحت میں صرف ہوا۔ اسی دوران تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق جناب عبدالعزیز جرات صاحب نے اپنا نعتیہ کلام "کلام شاعر بزبان شاعر" سنایا۔

مغرب کی نماز کے بعد راقم نے سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیات پر مبنی درس قرآن مجید دیا اور یوں یہ خوبصورت پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

آخر میں مجھے اپنے ایک تنظیمی بھائی کا تذکرہ کرنا ہے جو شدید علالت طبع کے باجود شریک پروگرام رہے۔ ان کا نام حافظ علاء الدین ہے جنہوں نے بیماری اور ضعف کے عالم میں بھی تربیت گاہ میں شرکت کو لازمی سمجھا۔

(رپورٹ : منیر احمد، شاہدرہ)

کھڈیاں میں دعوتی سرگرمیاں

چیئرمین امور مذہبیہ کمیٹی کھڈیاں کو حکیم محمد سعید کی خصوصی دعوت پر ناظم حلقہ ذیلی محمد اشرف وصی نے کھڈیاں ضلع قصور کی مرکزی مسجد اہلحدیث میں نماز جمعہ سے پہلے خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں ناظم حلقہ نے تنظیم کی دعوت کو پیش کیا۔ نماز عصر کے بعد جماعت اسلامی کے سابق رکن سے ملاقات ہوئی' موصوف جید عالم دین بھی ہیں۔ بعد ازاں دعوت و ارشاد کے رکن عتیق الرحمٰن سے ملاقات ہوئی' ان سے پاکستان میں نفاذ اسلام کے طریق کار کے بارے میں ان کی جماعت کی پالیسی کے بارے میں آگاہی حاصل کی گئی۔ راقم نے درس قرآن دیا اور جناب عبدالکریم سے خصوصی ملاقات ہوئی۔

(رپورٹ : نوید احمد حنفی)

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان کا تین روزہ دورۂ حلقہ سرحد

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان اپنے تین روزہ دورے کے پہلے دن ۲۵ جون کو میاندم میں ہونے والی مبتدی تربیت گاہ پہنچے۔ اس مبتدی تربیت گاہ میں ۶۸ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ ناظم اعلیٰ نے شرکاء کی تعداد اور انتظام و انصرام پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ بعد ازاں انہوں نے شرکاء کو اپنا تفصیلی تعارف کروایا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ دوسرے دن ۲۶ جولائی تربیت گاہ کے آخری دن انہوں نے شرکاء سے "دعوت دین اور اس کا طریقہ کار" کے عنوان پر خطاب کیا اور تربیت گاہ کے اختتام تک وہیں رہے۔ اسی دن شام کو ناظم اعلیٰ عبدالرزاق صاحب امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد کے ہمراہ مینگورہ سوات پہنچ گئے جہاں جماعت اسلامی کے رکن خواجہ عبدالباری کے ہاں قیام و طعام کا انتظام تھا۔ ناظم اعلیٰ نے مختلف امور پر خواجہ عبدالباری سے تبادلہ خیالات کیا بالخصوص جماعت اسلامی کی موجودہ مہم برائے ممبر سازی پر بات چیت کی گئی۔ ناظم اعلیٰ کے استفسار پر اس مہم کا اگلا مرحلہ کیا ہو گا خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ بات تو جماعت کی شوریٰ ہی طے کرے گی تاہم میرا خیال ہے کہ شاید یہ مہم اسلام آباد کے گھیراؤ پر منتج ہو گی۔

اگلے دن ۲۷ جولائی کو ناظم اعلیٰ امیر حلقہ کے ہمراہ ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ خان حقانی سے ان کی رہائش اچ ضلع دیر جا کر ملے۔ بعد ازاں ان کو ساتھ لے کر ناظم اعلیٰ نے بٹ خیلہ میں تنظیم کے نئے دفتر کا دورہ کیا۔ اس موقع پر آپ نے مولانا کو نظامت اور نظم و نسق کے حوالے سے خصوصی ہدایات دیں۔ عصر کے وقت ناظم اعلیٰ امیر حلقہ سرحد کے ہمراہ پشاور حلقہ سرحد کے دفتر آ گئے۔ بعد نماز مغرب ناظم بیت المال حلقہ سرحد میر اشفاق اور امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد کے ساتھ تنظیمی امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے دوسرے حلقوں کے حوالے سے اپنے مشاہدات پیش کئے اور چند تجاویز بھی سامنے رکھیں تا کہ حلقے کی ضروریات کما حقہ پوری کی جا سکیں۔ امیر حلقہ نے پیش آمدہ مسائل کی نشاندہی کی اور ان کے حل کے لئے مشورہ طلب کیا۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ نے معتمد حلقہ سرحد حافظ جمیل اختر کے چھوٹے بھائی کی دعوت ولیمہ میں امیر حلقہ سرحد ناظم بیت المال کے ہمراہ شرکت کی اور رات ساڑھے دس بجے لاہور کی طرف عازم سفر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ دین کی راہ میں کی گئی ہر پر خلوص کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

رپورٹ : میجر (ر) فتح محمد

بقیہ : تجزیہ

قوتوں کی مدد کا تذکرہ بھی بلا جھجک کرتے ہیں۔ بے نظیر بھٹو بھی "جناح پور" کے بارے میں کئی انکشافات کر چکی ہیں اور یہ افواہیں بھی گشت کر رہی ہیں کہ جناح پور کے نقشے کراچی اور حیدر آباد کے مختلف مقامات سے برآمد کئے گئے ہیں۔ ان نقشوں کے مطابق جناح پور کی سرحدیں بھارت سے ملانے کے لئے کچھ کھینچ تان بھی کی گئی ہے۔

ان حالات و واقعات کی روشنی میں ایم کیو ایم کے نام کی تبدیلی کا معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا نظر آتا ہے۔ گو فوری طور پر کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی۔ (اس لئے کہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ نیت کا حال جاننے والا تو اللہ ہی ہے) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جام صادق کے دور حکومت میں جبکہ ایم کیو ایم کے لئے حالات انتہائی سازگار تھے' خود الطاف حسین صاحب کراچی میں موجود تھے' کراچی میں ایم کیو ایم کی مقبولیت آج سے کہیں زیادہ تھی اس وقت ایسا مثبت قدم کیوں نہ اٹھایا گیا۔ مہاجروں کے علاوہ جو مظلوم و محروم عوام ملک میں ہیں ان کے حقوق کی حفاظت کرنے اور ملک کو حقیقی معنوں میں جمہوری بنانے کا خیال پہلے کیوں نہ آیا۔ اگر مہاجروں کے حقوق کے تحفظ کا معاملہ اولین ترجیح تھا تو کیا اب ایم کیو ایم مطمئن ہو چکی ہے کہ وہ مہاجروں کے حقوق کی حفاظت کا پورا حق ادا کر چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ الطاف حسین اور ان کی ایم کیو ایم ہر مرکزی حکومت سے کیوں الجھ جاتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہانگ کانگ کی چین کو واپسی کے بعد ایم کیو ایم کی قیادت کو یقین ہو گیا ہے کہ سپریم پاور امریکہ اب کراچی کو پاکستان سے الگ کر کے رہے گا۔ اگر امریکہ اس کوشش میں کامیاب ہو گیا تو کسی آزاد ملک پر "مہاجرستان" کی چھاپ بالکل بھلی نہیں لگتی اور وہ کراچی کو نیا ہانگ کانگ بننے میں نفسیاتی رکاوٹ بنے گی۔ پھر یہ کہ ایک الگ آزاد ملک بننے کے بعد جو لوگ بھارت یا بنگلہ دیش سے وہاں آئیں گے تو نئے مہاجر اور پرانے مہاجر کی تفریق کوئی فتنہ کھڑا کر سکتی ہے۔ اور اگر امریکہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گیا تو ہم پاکستانیوں کو یہ یقین دلا سکیں گے کہ ہم تو پہلے ہی مہاجر فیکٹر کو خیرباد کہہ کر قومی دھارے میں شامل ہو چکے ہیں اور ہماری جدوجہد کی بنیاد تو کل پاکستان کی بنیاد پر تھی۔

آخر میں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہر لکھاری کا فرض ہے کہ وہ اپنی اسی رائے کو ضبط تحریر میں لائے جس تک وہ غیر جانبدارانہ غور و فکر کے بعد اور ممکنہ حد تک عدل و انصاف پر قائم رہتے ہوئے پہنچا ہو۔ اور ماضی اور حال کے آئینے میں مستقبل میں جھانکے اور ہم وطنوں کو اصل صورتحال سے آگاہ کرے اس لئے کہ قبل از وقت یا بروقت پیش بندی تو ثمر آور ہو سکتی ہے' بعد کے مرثئے گزرے ہوئے وقت کو واپس نہیں لا سکتے۔

بقیہ : اداریہ

کر دیا گیا تاکہ ع "باغباں بھی خوش رہے' راضی رہے صیاد بھی!" کے مصداق ملک کے اسلام پسند طبقات کا بھی منہ بند کیا جا سکے اور ہمارے مغربی آقا بھی ہم سے خوش رہیں اور ان کا یہ اندیشہ کہ "ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں" ہماری کسی "حماقت" سے مجسم صورت اختیار نہ کر لے!

4) اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس مملکت خداداد پاکستان کے استحکام اور بقا کا واحد ذریعہ سوائے "اسلام" کے اور کوئی نہیں! ــــ پے در پے بحرانوں کا شکار رہنے والے اس ملک کو جو معاشی و اقتصادی اعتبار سے تباہی و بربادی کے آخری کنارے تک پہنچ چکا ہے اور اپنی معاشی حیات کی بقا کے لئے پورے طور پر عالمی مالیاتی اداروں کے رحم و کرم پر اور امریکہ کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہے' بحرانوں کے اس گرداب سے نکالنے میں نہ مارشل لاء کامیاب ہو سکتا ہے نہ آمریت اور نہ ہی مغربی جمہوریت۔ یہ تمام تجربات ہم کر چکے ہیں اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق ان میں سے کوئی ہمارے دکھوں کا مداوا نہ ماضی میں بن سکا ہے اور نہ ہی مستقبل میں بن سکتا ہے۔ اسلام کی جانب جب تک ہم کوئی ٹھوس اور مثبت پیش رفت نہیں کرتے اور سود کے خاتمے کے ذریعے اللہ اور رسولؐ کے خلاف جاری جنگ کو جب تک بند نہیں کرتے اس وقت تک ملک کی ڈوبتی کشتی کے محفوظ اور بچاؤ کی کوئی اور تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی!

5) پاکستان کا مستقبل نہایت تابناک ہے ــــ بشرطیکہ یہاں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت اسلامی کی تنفیذ کی جانب ٹھوس اور مثبت پیش رفت کی جائے۔ ایک مثالی اسلامی ریاست بننے کی صورت میں یہ ملک نہ صرف یہ کہ ہر اعتبار سے مستحکم اور مضبوط ہو گا بلکہ "چین اسلام ازم" کے لئے بھی نقطہ آغاز ثابت ہو گا۔ ملت اسلامیہ ہند کی چار سو سالہ روشن تاریخ میں اس امکان کی جانب واضح اشارے موجود ہیں کہ احیاء اسلام اور دین حق کے عالمی غلبہ کے ضمن میں اہم رول ادا کرنے کی سعادت اسی خطہ زمین کے حصے میں آنے والی ہے جس میں پاکستان کے ساتھ افغانستان بھی شامل ہے ــــ لیکن اگر یہاں اسلامی نظام کی جانب مثبت پیش رفت نہیں ہوتی تو شدید اندیشہ ہے کہ "خاکم بدہن" برعظیم پاک و ہند کے مسلمان بھی اسی انجام سے دوچار کر دیئے جائیں جس سے آج سے پانچ سو سال قبل سپین کے مسلمان دوچار ہو کر نشان عبرت بن چکے ہیں ــــ بھارتی حکومت کی طرف سے محبت کے زمزمے بہانے کے عمل میں تیزی آچکی ہے۔ ہندو ہمارے وجود اور تشخص کو مٹانے کے درپے ہے اور اس کے لئے ہر حربہ آزما رہا ہے۔

6) آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ دین حق کے لئے عملی نفاذ کی جانب ٹھوس اور مثبت پیش رفت صرف ایک بھرپور انقلابی جدوجہد کے ذریعے ممکن ہے۔ محض علمی و تحقیقی کام کرنے سے یا محض اخلاقی وعظ و نصیحت سے یہ گوہر مقصود ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس معاملے میں صرف اس انقلابی طریق کار کو اختیار کرنا مفید طلب ہو سکتا ہے جو سیرت و سنت نبوی ﷺ سے ماخوذ و مستنبط ہو' اور صرف انہی نشانات راہ کی پیروی ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہے جس کا ثبوت اور سراغ ہمیں سیرت رسولؐ اور سیر صحابہؓ سے ملتا ہو ــــ گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں!

تنظیمِ اسلامی کی انقلابی دعوت کا نقیب

ماہنامہ میثاق

مدیر مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد

فی شمارہ: ۱۲/ روپے — سالانہ زرتعاون: ۱۰۰/ روپے

جامع مسجد دار القرآن لانگ آئی لینڈ' نیویارک میں امیر تنظیم اسلامی کا خطاب

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جامع مسجد دار القرآن آئی لینڈ نیویارک میں "حضورؐ سے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر 21/ جولائی کو خطاب کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے سورہ اعراف کی آیت 157 کی روشنی میں اطاعت اور اتباع کے فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ حضورؐ کی محبت کے بغیر مجرد اطاعت نفاق کی علامت ہے جب کہ حضورؐ کی اطاعت کے بغیر محض محبت فسق ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم حضورؐ کی اطاعت بھی کریں اور ان سے محبت و عقیدت کا اظہار بھی کریں' اس طرح حضورؐ کی اتباع کا تقاضا پورا ہو سکتا ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶ شمارہ ۳۲
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳۔۵۸۶۹۵۰۱
معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

ایم کیو ایم متحدہ قومی تحریک بن گئی

ایم کیو ایم کو باضابطہ طور پر متحدہ قومی موومنٹ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ آج سے "مہاجر قومی موومنٹ" "متحدہ قومی موومنٹ" کہلائے گی۔ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین ہوں گے۔ اس بات کا اعلان ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے کنوینز اشتیاق اظہر نے ہفتہ کو الطاف حسین کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ الطاف حسین کی قیادت میں ملک کو جاگیردارانہ اور ظالمانہ نظام سے نجات دلانے اور پاکستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور حقیقی معنوں میں ایک جمہوری ملک بنانے کی جدوجہد کرے گی۔ متحدہ قومی موومنٹ کا منشور اور آئین تیار کر لیا گیا ہے اور اسے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹر کرایا جائے گا۔ تاہم ایم کیو ایم کا جھنڈا تبدیل نہیں ہو گا۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ کے قیام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مہاجر حقوق کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد مہاجروں کے ساتھ ساتھ ملک کے دوسرے مظلوم و محروم طبقات کے حقوق کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد کے دائرے کو وسیع کرنا ہے۔ قائد تحریک الطاف حسین کی ہدایت پر متحدہ قومی موومنٹ نے تمام صوبوں کے چیف آرگنائزر مقرر کر دیئے ہیں۔ (نوائے وقت ۲۷/ جولائی)

ایم کیو ایم کا نام بدلنا ۹۷ء کا لطیفہ ہے ○ غلام سرور اعوان

پنجابی پختون اتحاد کے قائد ملک غلام سرور اعوان نے مہاجر قومی موومنٹ کا نام بدل کر متحدہ قومی موومنٹ رکھنے کو ڈرامہ قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔ اور خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس کی آڑ میں کراچی میں فسادات ہوں گے۔ ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ لسانی گروہوں اور علاقائی تنظیموں پر فی الفور پابندی لگا دی جائے اور ہم اس مقصد کے لئے بھرپور تعاون کریں گے۔ ملک غلام سرور نے کہا متحدہ قومی موومنٹ بنانا اس سال کا سب سے بڑا لطیفہ ہے۔ کیونکہ ایم کیو ایم کی ساری طاقت لفظ مہاجر میں ہے۔ نواز شریف کی حکومت ماضی کی لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے لئے کارروائی کا دعویٰ کرتی ہے مگر بنکوں اور ایئرپورٹ سے لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے لیے کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔ (نوائے وقت ۲۸/ جولائی)

آئی ایم ایف جیسا قرضہ کہیں اور سے نہیں ملتا' سرتاج عزیز

وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ حکومت نے آئی ایم ایف سے ایک ارب ۶۰ کروڑ ڈالر کے قرضے کے حصول کے لئے آئی ایم ایف کی نئی شرائط تسلیم نہیں کیں۔ آئی ایم ایف نے موجودہ حکومت سے مذاکرات میں وہی شرائط پیش کیں جو وہ سابق حکومتوں کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ ہفتہ کے روز نوائے وقت سے بات چیت کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا کہ آئی ایم ایف سے جو قرضہ ملے گا اس میں سے دو تہائی نصف فیصد شرح سود سے ملے گا۔ اتنی کم شرح سود پر قرضہ کہیں اور سے نہیں مل سکتا۔ وزیر خزانہ سے پوچھا گیا کہ حکومت کا تو یہ دعویٰ تھا کہ وہ قرضے واپس کرے گی اور قوم کو قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائے گی پھر مزید قرضے کیوں لئے گئے ہیں تو وزیر خزانہ نے کہا کہ آئی ایم ایف کا قرض ملک کو سماجی بحران سے نکالنے اور ڈیفالٹر ہونے سے بچانے میں مدد کرے گا۔
(نوائے وقت ۲۸/ جولائی)

کسانوں اور پولیس کے درمیان دوسرے روز بھی جھڑپیں

زرعی ٹیکس کے خلاف کسان بچاؤ تحریک کی اپیل پر ہڑتال کے دوسرے روز بھی شہریوں کو دودھ' سبزیوں اور چارہ جات کی سپلائی معطل رہی۔ جگہ جگہ کسانوں اور پولیس کے درمیان ہاتھاپائی اور مارکٹائی کے واقعات ہوئے۔ کئی مقامات پر آنسو گیس کا استعمال ہوا۔ کسانوں نے شہروں کو آنے والے راستوں پر سبزیوں کے ریڑھے' چارہ جات کے ٹرالے اور دودھ کے ڈرم ضائع کر دیئے جبکہ انتظامیہ نے میانوالی' خوشاب اور بھکر سے پولیس کی تازہ دم نفری طلب کر لی۔ جب کہ ہفتہ کے روز مزید ۱۱۰ کسانوں کو گرفتار کر کے مختلف تھانوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ سرگودھا کے انتظامی افسران اور ارکان اسمبلی دیہات میں کاشتکاروں اور کسانوں کو زرعی ٹیکس کے نفاذ پر مطمئن کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ (نوائے وقت ۲۸/ جولائی)

عدم تعاون کی پالیسی خودکشی کے مترادف ہوگی
بھارتی وزیراعظم آئی کے گجرال

بھارتی وزیراعظم اندر کمال گجرال نے کہا ہے کہ جنوبی ایشیائی تنظیم برائے علاقائی تعاون "سارک" بھارت اور پاکستان کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کا بہترین روٹ ہے۔ بھارت اور پاکستان نے دو طرفہ تعاون کو فروغ دینے کو اولین ترجیح نہیں دی اور عدم تعاون کی پالیسی برقرار رکھی تو یہ خودکشی کے مترادف ہو گا۔ بھارتی وزیراعظم نے روزنامہ جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اور پاکستان دونوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ ۵۰ سال قبل دونوں ممالک کے عوام اور رہنماؤں نے مل کر ایک بڑے سامراج کو شکست دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں احتساب کرنا چاہئے کہ نصف صدی تک ہم نے جو پالیسی اختیار کئے رکھی اس سے ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟ اس کے بعد ہمیں مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے۔ بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف ہمارے مہربان دوست ہیں ہم نے ان سے بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاٹ لائن قائم ہو جانے سے ہم جب چاہیں نواز شریف سے براہ راست بات کر لیتے ہیں۔ (روزنامہ جنگ ۲۹/ جولائی)

کراچی میں ہلاکتیں' سپریم کورٹ میں سماعت شروع'
۱۶ گواہ طلب کر لئے گئے

سپریم کورٹ نے کراچی میں از خود لئے گئے نوٹس پر گزشتہ روز کارروائی شروع کر دی۔ کارروائی چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے چیمبر میں ہوئی۔ اس موقع پر اٹارنی جنرل آف پاکستان چودھری محمد فاروق اور ایڈووکیٹ جنرل سندھ راجہ قریشی بھی موجود تھے۔ چیف جسٹس نے آئندہ سماعت ۴/ اگست تک ملتوی کر دی ہے۔ (خبریں ۲۷/ جولائی)

کراچی میں مختلف علاقوں میں فائرنگ سے چار افراد ہلاک

شہر کے مختلف علاقوں میں مسلح افراد نے فائرنگ کر کے ۴ افراد کو ہلاک کر دیا۔ فائرنگ میں ملوث افراد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ قائد آباد کے علاقے میں قبرستان کے نزدیک سے پیر کی صبح ایک شخص ۳۰ سالہ سلیم ولد شکیل کی لاش ملی ہے جسے سینے میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ جس جگہ سے لاش ملی ہے وہاں خون کے نشانات نہیں ہیں۔